شرعی پردہ

کس سے؟

① چچا زاد سے ●●●●● شرعی پردہ کریں
② ماموں زاد سے ●●● شرعی پردہ کریں
③ خالہ زاد سے ●●●● شرعی پردہ کریں
④ پھوپھی زاد سے ●●● شرعی پردہ کریں
⑤ بہنوئی سے ●●●● شرعی پردہ کریں
⑥ نندوئی سے ●● شرعی پردہ کریں
⑦ دیور سے ●●●●●● شرعی پردہ کریں
⑧ جیٹھ سے ●●●●● شرعی پردہ کریں
⑨ خالو سے ●●●●● شرعی پردہ کریں
⑩ پھوپھا سے ●●●●● شرعی پردہ کریں
⑪ تمام غیر محرم سے ●●● شرعی پردہ کریں

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

کتاب گھر
ناظم آباد ۴ — کراچی ۷۵۶۰۰

شرعی پردہ

پر قرآنی احکام کی

مدلل اور سیر حاصل تفصیل

افادات

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

ناشر

کتاب گھر

نام کتاب	شرعی پردہ پر قرآنی احکام کی تفصیل
وعظ	فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
تاریخ طبع	زی الحجہ ۱۴۲۸ھ
کمپوزنگ	محمد چراغ گرافکس
مطبع	حسان پرنٹنگ پریس فون 6642832
ناشر	کتاب گھر

◆

ملنے کا پتہ

کتاب گھر

السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

فون: 6683301 فیکس: 6682306

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ	۸
شرک سے بڑا گناہ	۹
رزق کا مالک کون؟	۱۲
اولاد کے قتل سے بڑا جرم	۱۳
اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگانا	۱۳
دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا	۱۴
معیاری ایمان	۱۸
آج بھی اسلام پر عمل کرنا آسان ہے	۱۸
پردہ کو بے کار سمجھنے کا وبال	۲۰
امراض باطنہ سے بچنے کا نسخہ	۲۲
دین ہر رشتے پر مقدم ہے	۲۶
خطرے سے غافل رہنا سب سے بڑا خطرہ ہے	۲۷
قرآن کے ساتھ آج کے مسلمان کا برتاؤ	۲۹

قرآن میں پردہ کے احکام ۔۔۔۔۔۔ ۳۲

قرآنی احکام سے کیسی غفلت ۔۔۔۔۔۔ ۳۵

تمام پریشانیوں کا علاج ۔۔۔۔۔۔ ۳۸

درس عبرت ۔۔۔۔۔۔ ۳۹

کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ۔۔۔۔۔۔ ۴۱

ایک جہالت کی اصلاح ۔۔۔۔۔۔ ۴۲

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں پردہ کی پابندی ۔۔۔۔۔۔ ۴۳

قرآن کے باغیوں پر مقدمہ ۔۔۔۔۔۔ ۴۴

بے پردہ عورتوں کے ہزاروں اللہ ۔۔۔۔۔۔ ۴۵

آج کے مسلمان میں ایمان کتنا ہے؟ ۔۔۔۔۔۔ ۴۶

مسلمان کو قرآن سے نصیحت کیوں نہیں ہوتی؟ ۔۔۔۔۔۔ ۴۷

دغاباز مسلمان ۔۔۔۔۔۔ ۴۷

مخلوق کی رضامندی جہنم سے نہیں بچاسکتی ۔۔۔۔۔۔ ۴۹

دنیا میں جنت کے مزے کیسے حاصل ہوتے ہیں؟ ۔۔۔۔۔۔ ۵۱

آج کے مسلمان کا دل ڈاکو سے بھی سخت ہے ۔۔۔۔۔۔ ۵۲

بے پردگی دین کی کھلی بغاوت ہے ۔۔۔۔۔۔ ۵۲

بے دین معاشرہ کا مقابلہ کرنے والے ۔۔۔۔۔۔ ۵۳

دینی مسائل سے لوگوں کی غفلت ۔۔۔۔۔۔ ۵۷

بدنظری کی حرمت پر اشکال کا جواب ۔۔۔۔۔۔ ۵۸

حرمت نظر کی پانچ وجوہ ۵۹
پہلی وجہ ۵۹
دوسری وجہ ۶۱
تیسری وجہ ۶۱
چوتھی وجہ ۶۱
پانچویں وجہ ۶۲
پردہ کی مخالفت کا اصل راز ۶۲
چند اشکال اور ان کے جواب ۶۳
بچپن میں ساتھ رکھنے سے پردہ معاف نہیں ہوتا ۶۳
آج کے مسلمان کی مکاری ۶۴
بوڑھوں سے پردہ کی زیادہ ضرورت ۶۴
نامحرم کی طرف دلی رغبت بھی حرام ہے ۶۶
بزرگوں سے زیادہ پردہ کی ضرورت ہے ۶۷
مدت تک بے پردہ رہنے سے پردہ معاف نہیں ہوتا ۶۸
اچانک نظر پڑ جانے سے پردہ معاف نہیں ہوتا ۶۸
شرعی پردہ کے لیے الگ مکان ضروری نہیں ۶۹
شرعی پردہ میں شرعی آسانیاں ۶۹
پردہ عورت پر فرض ہے نہ کہ مرد پر ۷۱
گھر میں شرعی پردہ کروانے کے طریقے ۷۲

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعظ

شرعی پردہ پر قرآنی احکام کی تفصیل

(ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ)

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھدان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔ امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۝ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰایھاالنبی اذا جاءک المؤمنت یبایعنک علی ان لایشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن وارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبا یعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم ۝ (۱۲.۶۰)

”اے نبی! جب مُسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ انہیں ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ کریں گی اور نہ

چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ کوئی بہتان کی اولاد لائیں گی جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان بنالیں اور مشروع باتوں میں وہ آپ کے خلاف نہ کریں گی تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجیے اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجیے بے شک اللہ غفور رحیم ہے۔"

اس زمانہ میں ایمان پر بیعت ہوا کرتی تھی کہ ہم ایمان لے آئے، جو شخص ایمان لانا چاہتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی درخواست کرتا تھا کہ ایمان پر بیعت کر لیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "جب یہ ایمان کا دعویٰ کرنے والی عورتیں آئیں اور آپ سے بیعت کی درخواست کریں تو آپ ان سے چند چیزوں کا وعدہ لیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عورتوں کو بیعت کرنے کا طریقہ:

یہ یاد رکھیں کہ عورتیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوتی تھیں تو پردہ میں ہوتی تھیں، پردہ ہی کا بیان چل رہا تھا، اس لیے یہ بتا رہا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ایمان ہے، وہ عورتیں جو ایمان لانے کے لیے بیعت ہونا چاہتی ہیں تو وہ بھی پردہ سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پردہ ہو رہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردہ کروا رہے ہیں، اب آپ سوچیں کہ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو بڑے پاک دامن ہیں ہمارے یہاں پردہ کی ضرورت نہیں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ لوگ زیادہ پاک دامن ہیں؟ اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن یعنی صحابی عورتوں سے ان کی خواتین زیادہ پاک دامن ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن جو امت کی مائیں ہیں ان کو بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پردہ تھا، تو کیا آج کل کی عورتیں جو نماز بھی صحیح نہیں پڑھ سکتیں، بلکہ

پاکی اور پلیدی تک کی تمیز نہیں رکھتیں ان سے زیادہ پاک دامن ہیں؟ کچھ سوچنا تو چاہیے کچھ غور کرنا چاہیے۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ بیعت کے وقت کوئی عورت اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں نہیں دیتی تھی، خواتین سے بیعت کا یہ طریقہ نہیں تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ہاتھ پکڑیں، ہاتھ کے اشارہ سے بیعت ہوتی تھی، ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری امت کے رسول ہیں، اور والد کے قائم مقام ہیں، یہ تعلق اور یہ رابطہ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس، اس پر پردہ کا اتنا اہتمام۔

شرک سے بڑا گناہ:

فرمایا کہ جب یہ عورتیں آئیں، ایمان پر بیعت کرنے کی درخواست کریں تو آپ بیعت کے وقت ان سے وعدہ لیں کہ ان لا یشرکن باللہ شیئا سب سے پہلی بات یہ کہ ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا“ گزشتہ بیان میں اس پر بات چل رہی تھی یہ آیت عورتوں کے بارے میں ہے مگر اس میں مرد بھی شامل ہیں، عورتوں سے اس بات پر بیعت لینے کا ذکر ہے، مگر ظاہر ہے کہ مردوں کے لیے بھی یہی احکام ہیں ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے“ سوچیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک تو نہیں کرتے؟ میرے وعظ ”ایمان کی کسوٹی“ میں تفصیل سے بھی بیان ہے، ہر شخص یہ سوچے کہ وہ شرک سے بچتا ہے یا نہیں؟ شرک کا کیا مطلب؟ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں غیر کو ترجیح دینا بھی شرک ہے، اللہ تعالیٰ کے برابر کرنا شرک ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھا دیا پھر تو وہ شرک سے بھی اونچی بات ہوگئی، اگر ایک طرف اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور دوسری طرف آپ کے ماحول کا، معاشرہ کا، والدین کا، بھائیوں اور بہنوں کا، احباب و اقارب کا، بیوی کا یا بیوی کے لیے میاں کا، تو دونوں کے درمیان مقابلہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ تمہیں یہ کام

کرنے کی اجازت نہیں، اگر کرو گے تو میں ناراض ہو جاؤں گا، دیور اور جیٹھ کے سامنے، چچا زاد، پھوپھی زاد کے سامنے، ماموں زاد، خالہ زاد کے سامنے، بہنوئی، نندوئی کے سامنے، پھوپھا، خالو کے سامنے، اگر چہرہ کھولا تو میں ناراض ہو جاؤں گا، میں نے اسے حرام کر دیا ہے ایسا ہرگز مت کرنا، اور دوسری طرف یہ سارے "زاد" یہ کہتے ہیں کہ ہم سے پردہ کیا تو ہم ناراض ہو جائیں گے دیور کہتا ہے کہ اگر پردہ کیا تو میں ناراض ہو جاؤں گا، بہنوئی کہتا ہے پردہ کیا تو میں ناراض ہو جاؤں گا، نندوئی کہتا ہے پردہ کیا تو میں ناراض ہو جاؤں گا، ایسی باتیں سننے میں آتی رہتی ہیں یہ واقعات میرے علم میں ہیں، ایک خاتون نے بہنوئی اور نندوئی سے پردہ کر لیا تو وہ لوگ گھر چھوڑ کر بھاگ گئے یہ کہہ کر کہ ہم کبھی اس گھر میں نہیں آئیں گے، یہ بات سمجھ میں آ رہی ہے؟ شرک سے بڑھ کر گناہ کرتے ہیں یا نہیں کرتے؟ ایک طرف اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کے مقابلہ میں اعزہ واقارب کے حکم پر عمل ہو رہا ہے، ان کے ہر حکم پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بڑھا کر عمل کر رہے ہیں، ان کا حکم مان رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مان رہے، شرک اسے کہتے ہیں کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے برابر کر دیا جائے، مگر آج کا مسلمان برابر تو کیا اللہ تعالیٰ سے بڑھا دیتا ہے، اپنے اعزہ واقارب سے اتنا ڈرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اتنا نہیں ڈرتا، اعزہ واقارب کے ساتھ اتنی محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اتنی محبت نہیں، غیر کے حکم کو اتنا مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو اتنا نہیں مانتا۔

اس کے بعد اپنے نفس کی طرف آیئے، اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ گناہ کا کام مت کرنا، اگر کرو گے تو میں ناراض ہو جاؤں گا، مگر دل کہتا ہے کہ یہ گناہ بھی کر لو، یہ گناہ بھی کر لو، نفس کے تقاضے ہیں کہ گناہ کرو، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مت کرو، نفس کہتا ہے کہ گناہ کرو، ایسے وقت میں آپ کیا کرتے ہیں؟ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کو مقدم رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا خوف زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ سے محبت زیادہ ہے، ان کی محبت کی وجہ سے اور خوف کی وجہ سے نفس کے تقاضوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر قربان کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے

ہیں، اپنے نفس کی اطاعت نہیں کرتے تو معاملہ ٹھیک ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا، نفس کی اطاعت کی، گناہ کے تقاضوں کو پورا کیا، اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرے، تو اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ سے بڑا اللہ مانتے ہیں۔

افرءیت من اتخذ الهه هوٰه (۲۳.۴۵)

فرمایا کہ بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں کہ اپنی خواہش نفس کو اللہ بنائے ہوئے ہیں، اسی کی اطاعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کرتے۔

ایک بزرگ کا قصہ اکثر بتاتا رہتا ہوں، اسے سوچتے رہنا چاہیے، وہ اکیلے بیٹھے بول رہے تھے:

''نہ میں تیرا بندہ نہ تو میرا اللہ، تیری بات کیوں مانوں؟''

کسی نے سن لیا حاکم سے شکایت کردی کہ یہ کفر بک رہا ہے، حاکم نے بلا کر پوچھا آپ کے خلاف یہ شکایت ہے کہ آپ یہ کہہ رہے تھے: ''نہ میں تیرا بندہ نہ تو میرا اللہ، تیری بات کیوں مانوں؟'' انہوں نے کہا:

''ہاں ٹھیک ہے، میں یہ کہہ رہا تھا، مگر میرا مطلب ان لوگوں نے نہیں سمجھا، میرا نفس کسی گناہ کا تقاضا کر رہا تھا، اور یہ کہہ رہا تھا کہ فلاں گناہ کرو، میں نہیں کر رہا تھا، وہ مجبور کر رہا تھا، بہت اصرار کر رہا تھا کہ یہ گناہ کرلو تو میں نے نفس کو خطاب کر کے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اے مردود نفس! نہ میں تیرا بندہ، نہ تو میرا اللہ، تیری بات کیوں مانوں؟ یہ تو میں اپنے نفس سے کہہ رہا تھا۔''

نفس سے کبھی کبھی ایسی باتیں کیا کریں، جہاں گناہ کے تقاضے پیدا ہوں فوراً سوچے کہ میرا اللہ کون ہے؟ میں کس کا بندہ ہوں؟ بندہ ایک کا اور غلامی کرے کسی دوسرے کی؟ جو ایسا کرتا ہے اس نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ سے بڑا سمجھا، نفس کی عظمت زیادہ کی۔

رزق کا مالک کون؟

فرمایا کہ بیعت یوں لیجئے:

علی ان لایشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن۔

"اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی۔"

نہ ماں کو نہ باپ کو، نہ بھائی کو نہ بہن کو، نہ شوہر کو نہ بہنوئی کو، نہ نندوئی اور نہ اپنے نفس کو، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں کسی کا حکم نہیں مانیں گی۔

"چوری نہیں کریں گی، بدکاری نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔"

اس زمانہ میں اولاد کو قتل کرنے کا دستور تھا، بعض لوگ تو صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے اس جہالت سے کہ کوئی داماد نہ بن جائے، اور بعض لوگ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں ہی کو قتل کرتے تھے کہ رزق کہاں سے آئے گا؟ جیسے آج کل کی نالائق حکومتوں کا خیال ہے، جب لوگ کوئی دعوت کرتے ہیں تو پچاس کو بلانا ہو تو احتیاطاً ساٹھ (۶۰) کا کھانا تیار کرواتے ہیں تاکہ وقت پر کم نہ پڑ جائے، ضبط تولید کے مشورے دینے والوں کو اتنی عقل بھی نہیں کہ ہم تو سو (۱۰۰) کی دعوت کریں تو ایک سو پچیس (۱۲۵) کا کھانا پکوائیں، اور اللہ تعالیٰ نے جتنے نفوس پیدا فرما دیئے کیا ان کو اس کا علم ہی نہیں کہ ہمیں کتنے نفوس کو کھانا کھلانا ہے، اپنی عقل کو اللہ تعالیٰ کے علم و مصلحت سے بڑی سمجھتے ہیں، معاذ اللہ! معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کو بے وقوف سمجھتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کو یہ پتا ہی نہیں کہ ہم جتنی روحیں پیدا کر رہے ہیں ان سب کا انتظام کرنا ہے، یا یہ کہ معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ کہیں کسی کونے میں سوئے پڑے ہیں اور روحیں خود بخود نکلی چلی جا رہی ہیں، ان کو پتا ہی نہیں کہ کتنی پیدا ہو گئیں؟ ہائے! آج کے

مسلمان کو کیا ہو گیا؟ کہلائیں مسلمان اور ایسے نظریات؟ یا اللہ! یا تو یہ لوگ اسلام کا دعویٰ چھوڑ دیں یا ان کو صحیح مسلمان بنادے۔

اولاد کے قتل سے بڑا جرم:

وہ لوگ اولاد کو اس لئے قتل کرتے تھے کہ رزق کہاں سے آئے گا؟ قتل کر کے ان کی دنیوی زندگی ختم کر دیتے تھے، مگر اس سے بچوں کا فائدہ ہو جاتا تھا، وہ یوں کہ وہ بالغ ہو کر حالت کفر میں مرجاتے تو جہنم میں جاتے، مگر بچپن میں مرجانے کی وجہ سے جنت میں جائیں گے اگر جنت میں نہ بھی گئے تو جہنم میں نہیں جائیں گے، کفار کی نابالغ اولاد مرجائے تو اس میں کچھ اختلاف ہے لیکن بہرحال جہنم میں نہیں جائیں گے، عذاب سے بچ گئے، دنیا کی زندگی باقی نہیں رہی، بہرحال مرنا تو تھا ہی ذرا پہلے مرگئے، مگر آج کا مسلمان اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو جہنم میں دھکیل رہا ہے، کافر قتل کر کے اولاد کو جہنم سے بچالیتے تھے اور آج کا مسلمان اپنے ہاتھ سے اپنی اولاد کو جہنم میں دھکیل رہا ہے، بُرے ماحول میں بھیجنا، بُرے معاشرے میں تربیت دلانا اپنے ہاتھوں سے جہنم میں بھیجنا ہے۔

فرمایا کہ اس بات پر بیعت کریں کہ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، اللہ! ذرا سوچئے کہ آج کل آپ لوگ اپنی اولاد کو قتل کرنے سے کہیں زیادہ سخت سزا دے رہے ہیں یا نہیں دے رہے؟ جہنم میں بھیج رہے ہیں یا نہیں؟

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگانا:

ولا یاتین ببھتان.

”کسی پر بہتان نہیں لگائیں گی۔“

سوچئے کہ کیا آپ خانہ زاد رسوم اور خود ساختہ بدعات کو دین اسلام میں داخل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان نہیں لگا رہے؟ اس کی تفصیل میرے

وعظ "بدعات مروجہ" میں دیکھیں، جب کسی انسان پر بہتان لگانا جائز نہیں، اور ایسا سخت جرم ہے کہ اس سے بچنے پر بیعت لی جا رہی ہے تو غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان لگانا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

شرک کے بعد چار باتیں گنوا کر آگے ایک قاعدہ بیان فرما دیا:

ولا یعصینک فی معروف

"کسی نیک کام میں آپ کے خلاف نہیں کریں گی۔"

آپ کا جو حکم بھی ہوگا اس کو تسلیم کریں گی۔

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا:

میں بیعت ہونے والے کو پہلے کفر، شرک، بدعت، اور ہر چھوٹے بڑے گناہ سے توبہ کرواتا ہوں، پھر نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج ادا کرنے کا وعدہ لیتا ہوں، اس کے بعد یہ وعدہ لیتا ہوں کہ "میں پوری زندگی شریعت کے مطابق گذاروں گا" اس زمانے کا مُسلمان جہاد سے بہت ڈرتا ہے، لمبے لمبے وظیفے تو پڑھ لے گا مگر جہاد کے تصور سے بھی جان نکلتی ہے، اس لئے میں بوقت بیعت یہ وعدہ بھی لیتا ہوں:

"اگر اللہ کی راہ میں جان یا مال دینے کا موقع پیش آیا تو بخوشی دوں گا۔"

اگر کوئی صدق دل سے یہ وعدہ کرتا ہے اور اس پر قائم رہتا ہے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے، انسان کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دستگیری ہوتی ہے، مدد ہوتی ہے، وہ آخرت کے لیے کوشش کرنے والے کو کبھی محروم نہیں فرماتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خواتین بیعت کی درخواست کرتی تھیں ان کے لیے آخری جملہ بیعت میں وعدہ لینے کا یہ ہوتا تھا کہ کسی بات میں بھی آپ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کریں گی، جو خواتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا دعویٰ کرتی ہیں وہ آپ کی بیعت

میں شامل ہو جاتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہو گئیں، پھر بیعت ہونے کے بعد کہتی ہیں کہ جی! پردہ کرنا تو بڑا مشکل ہے، فلاں گناہ چھوڑنا تو بڑا مشکل ہے، مسلمان بننا تو بڑا مشکل ہے، اگر مسلمان بننا بڑا مشکل ہے تو اس مشکل کام کو چھوڑ دیجئے کون کہتا ہے کہ آپ مسلمان بنیں، اسلام کو چھوڑ دیجئے، اسلام کو تو نہیں بدلا جا سکتا، اسلام تو وہی رہے گا جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، اس کا قانون نہیں بدل سکتا، اگر کسی کو یہ اسلام مشکل لگتا ہے تو چھوڑ دے، اس کو مسلمان رہنے کی کیا مجبوری ہے؟ جو دین بھی آسان لگتا ہے وہی دین اختیار کر لے

یامکن با پیل بانان دوستی
یا بنا کن خانہ برانداز پیل

”یا تو ہاتھی والوں سے دوستی مت رکھو، یا پھر مکان اتنا بڑا تو بناؤ کہ جس میں ہاتھی سما سکے۔“

ان کے ساتھ دوستی ہے تو نبھانے کے طریقے سوچو۔

لمبی چوڑی بات سے کیا فائدہ؟ دوٹوک بات کرو، دو کاموں میں سے ایک کام کر لو، دوغلا پن صحیح نہیں ہے، یا تو اپنا بدن دوست کی رضا میں فنا کر دو، دوست کا جو حکم ہو اس پر اپنے آپ کو مٹا دو ”مردہ بدست زندہ“ بن جاؤ۔ مردہ کو زندہ لوگ الٹیں پلٹیں، جیسے جی چاہے کریں، دوست کی رضا پر اپنی خواہشات کو قربان کر دو، مکمل مسلمان بن جاؤ، کوئی اپنی خواہش باقی نہ رہے، اپنے آپ کو اس دوست کے سپرد کر دو، اور اگر ایسا نہیں کر سکتے تو محبت کا دعویٰ چھوڑ دو، محبت کا دعویٰ کر کے حکم کے خلاف کرنا نفاق ہے، بچپن میں جب مجھے پوری طرح ہوش بھی نہیں آیا تھا ایک شعر کہیں سے سن کر یاد ہو گیا تھا اور وہ میں بہت

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم یا پھر سنگ ہو جا

دوغلا پن چھوڑ دیجئے یا تو موم بن جایئے اور اگر موم بننے کو تیار نہیں تو پتھر بن جایئے۔

احسب الناس ان یترکوا ان یقولو امنا وھم لایفتنون O ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین O (۲۹۔ ۱تا۳)

”کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور ان کو آزمایا نہیں جائے گا؟ اور ہم تو ان لوگوں کو آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے گذرے ہیں سو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جان کر رہے گا جو سچے ہیں اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہے گا۔“

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولکن قولو اسلمنا ولما یدخل الایمان فی قلوبکم (۴۹۔ ۱۴)

ایمان کا دعویٰ کرنے والے تو بہت ہیں، فرمایا، بہت سے لوگ کہتے ہیں:

”امنا“ وہ غلط کہتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، مؤمن کون ہوتے ہیں؟

وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرة من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ فقد ضل ضلالا مبینا O (۳۳۔ ۳۶)

”کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کیلئے کوئی گنجائش نہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آجائے پھر وہ اسے قبول نہ کرے۔“

یہاں صرف ”مؤمن“ پر اکتفاء نہیں فرمایا، تاکہ مؤمن عورتیں یہ نہ سمجھیں کہ یہ تو مردوں کو کہا گیا ہے ہم تو آزاد ہیں، ہمارے لیے کچھ نہیں ہے، اس لیے خاص طور پر صراحت

کے ساتھ فرمادیا کہ کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کے لیے گنجائش نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حکم دے دیا تو پھر بندہ کا اپنا اختیا بھی کچھ اس میں ہو، ان کو کوئی اختیار نہیں، جو حکم ہوگا اس پر عمل کرنا ہوگا اور جو نہیں کرتا وہ سخت گمراہ ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم
لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما O
(۲۵.۴)

کیسا ظالم انسان ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی قسم کھلا رہا ہے، اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ میں نے جن بندوں کو پیدا کیا وہ ایسے نالائق ہوں گے، ایسے نالائق ہوں گے ان کو سمجھانے کی خاطر مجھے قسمیں بھی اٹھانا پڑیں گی، "**فلا وربک**" ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا تیرے رب کی قسم! ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا، قسم کھا کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا؟ کبھی کوئی فرد ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا خواہ وہ کچھ بھی کہتا رہے، اسلام کے کیسے ہی دعوے کرتا رہے، مسلمان ہوں، مسلمان کا بیٹا ہوں، آج کا مسلمان "عبدالرحمٰن" سے "رحمٰن" بن گیا ہے، یہ اچھی ترکیب سوچی ہے، "عبدالرحمٰن" کہلاتا ہے تو پھر تو کام کرنے پڑیں گے نا، اس لیے "عبد" اتار دو "رحمٰن" بن جاؤ، اب یہ خود "رحمٰن" بن گیا ہے خود اللہ بن گیا ہے، اب اس کی حکومت ہے، معاذ اللہ! اللہ بھی اس کا بندہ بن گیا ہے۔

ایک شخص کا نام "عبداللہ" تھا، وہ ٹیلی فون پر بتاتا تھا کہ "اللہ بول رہا ہوں" سب ایسے ہی ہیں، "رؤف صاحب" "حق صاحب" "شکور صاحب" اور اگر کسی نے بہت ہی رعایت کی تو کیا ہوا؟ "اے رحمٰن" بن گئے، یعنی "عبد" بننے میں ذلت محسوس کرتا ہے، "عبد" کے معنی ہیں "بندہ" اور "بندہ" کے معنی ہیں "غلام" احکام کو تسلیم کرنے والا، اس کو بندہ بننے میں، احکام تسلیم کرنے میں، اللہ تعالیٰ کا غلام بننے میں، اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل ہونے میں عار آتی

ہے، جب اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانا تو ”رؤف“ خود ہی بن گیا، ”رحیم“ بھی خود ہی بن گیا ”رحمٰن“ بھی خود ہی بن گیا ”عظیم“ بھی خود ہی بن گیا، اور اگر کسی نے کہا کہ ارے! کیا کہہ رہے ہو تم اللہ نہیں ہو، تو کہتے ہیں میں تو ”اے رحمٰن“ ہوں ”عبدالرحمٰن“ کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بندہ نہ بن جائے، اللہ تعالیٰ کا بندہ بن گیا تو مصیبت آجائے گی، ”عبدالرحمٰن“ کبھی نہیں کہے گا، والدین نے تو بندہ بنانے کی کوشش کی مگر یہ بندہ بننا نہیں چاہتا، اللہ کے بندو! آئندہ ایسا نام ”عبد“ والا نام رکھنا چھوڑ دیجئے، نتیجہ سامنے ہے، نام ”عبدالرحمٰن“ رکھتے ہیں وہ ”رحمٰن“ بن جاتا ہے، ایسے نام رکھنے ہی نہیں چاہئیں جن کا نتیجہ برا ہو۔

معیاری ایمان:

ہاں تو بات چل رہی تھی کہ ہرگز ایمان کا دعویٰ قبول نہیں ہوگا جب تک کہ آپس کے معاملات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تسلیم نہیں کر لیتے، صرف یہی نہیں کہ حکم تسلیم کر لیں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ آپ کے حکم میں ذرہ برابر بھی شک وشبہ نہ ہو، اس پر عمل کرنے میں ذرہ برابر بھی ناگواری نہ ہو، تو مؤمن نہیں ہو سکتے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ پردہ وردہ کے احکام بہت مشکل ہیں، آج کل ان پر عمل کرنا بہت مشکل ہے، ذرا سوچئے کہ اگر کسی حکومت نے ایسے قوانین بنا دیئے جن پر رعیت کو عمل کرنا مشکل ہو تو کیا ہوگا؟ لوگ شور کریں گے کہ یہ بہت سخت قانون ہے، اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے، یہ تو ظلم ہے، یہ حکومت بڑی ظالم ہے، اس کے خلاف جلسے کرو، جلوس نکالو، مردہ باد کے نعرے لگاؤ وغیرہ وغیرہ۔

آج بھی اسلام پر عمل کرنا آسان ہے:

سو کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی معاذ اللہ! ایسے ہی ظالم ہیں کہ ایسے احکام نازل کر دیئے جن پر انسان عمل نہیں کر سکتا، وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ ہم بالکل ظلم نہیں کرتے، ہم بڑے ہی رحیم ہیں، بڑے رحمٰن ہیں، ہم کبھی ظلم نہیں کرتے۔

یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر. (۲.۱۲۵)

ہم تو تمہارے ساتھ محبت کا معاملہ کرتے ہیں، ہم تو آسان آسان احکام دیتے ہیں، ہم تمہیں تکلیف نہیں پہنچانا چاہتے، سوچئے تو رب کریم کے دیے ہوئے احکام ہیں، پھر وہ بار بار فرما رہے ہیں کہ یہ بہت آسان ہیں، بہت ہی آسان، اور مسلمان اللہ تعالیٰ کا بندہ کہلا کر آج یہ کہتا ہے کہ نہیں ان پر عمل ہو ہی نہیں سکتا، آج کے معاشرہ میں نہیں ہو سکتا، میرے بارے میں تو لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو شروع ہی سے ایسے معاشرے میں ہے، اس کے لئے کرنا کرانا کچھ نہیں، اکیلا بیٹھا ہوا ہے، کہیں آنا نہ جانا، کسی سے نہ میل نہ جول، ارے! میں بھی اسی دنیا میں پیدا ہوا ہوں، اور اسی دنیا میں رہ رہا ہوں، اب بھی رہ رہا ہوں، کہیں اوپر سے گر نہیں پڑا، میرا بھی خاندان ہے، اچھا مجھے چھوڑیے، میں ایسی خواتین کے بارے میں بتاتا رہتا ہوں جن کا پورا خاندان بے پردہ تھا، اور اب بھی بے پردہ ہے، اور وہ امریکہ میں خود گاڑی چلایا کرتی تھیں، ایک نہیں کئی ایسی مثالیں ہیں، ان خواتین کے قلب پر جب اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی تو انہوں نے وہ پردہ کیا وہ پردہ کیا کہ مثال قائم کر کے دکھا دی، ان کے پردہ پر پورا خاندان ناراض ہے، ان کی بہنیں ناراض، بہنوئی ناراض، نندوئی ناراض، ماں باپ ناراض، بھاوجیں ناراض، اور خود کس ماحول میں رہیں؟ امریکہ میں، اور امریکہ میں گاڑی خود چلاتی تھیں کیا ان کا خاندان نہیں ہے؟ ان کی مجبوریاں نہیں ہیں؟ کچھ تو سوچیں، انہوں نے پردہ کے حکم پر عمل کیسے کر لیا؟ بات یہ ہے کہ اگر انسان ہمت کر لیتا ہے تو پھر کوئی مجبوری سامنے نہیں آتی، اور جب کام کرنا ہی نہیں ہے تو ہزاروں مجبوریاں ہیں، یا اللہ! تیری وہ رحمت جو ان خواتین کے دلوں پر نازل ہوئی تیرا وہ کرم جس نے ان کی ایسی دستگیری فرمائی کہ ان کے دلوں میں ایسا عظیم انقلاب آ گیا کہ تیرے حکم کے سامنے کسی کی ناراضی کی کوئی پروا نہ رہی، یا اللہ! تو یہی رحمت سب مسلمانوں کے دلوں پر نازل فرما، اور سب کی ایسی ہی دستگیری فرما۔

پردہ کو بے کار سمجھنے کا وبال:

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے یہاں پردہ نہ کرنے سے کوئی خطرہ کی بات نہیں، ماشاء اللہ! ہماری بیوی بہت نیک ہے، بیٹیاں، بہنیں، بہوئیں بہت نیک ہیں، بہت شریف ہیں، ان کی آنکھ میں تو برائی آ ہی نہیں سکتی تو دل میں کہاں سے آئے گی؟ یہ تو بہت بعید ہے، اور ہمارے بھائی اور دوسرے قریبی رشتہ دار ہمارے چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد سارے زاد شامل کرلیں بہت ہی شریف زادے ہیں، اس برائی کا تو ہمارے یہاں تصور بھی نہیں ہوسکتا۔

یہ مسئلہ جتنا اہم ہے اتنی ہی اس معاملہ میں زیادہ غفلت پائی جاتی ہے عوام کے علاوہ خواص میں، علماء میں بھی بہت زیادہ غفلت پائی جاتی ہے، قرآن کریم کے صریح حکم پر عمل بالکل نہیں ہورہا، گویا کہ یہ حکم قرآن کریم میں نازل ہی نہیں ہوا، ان کے عمل اور حالات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا پردہ کا حکم قرآن کریم میں ہے ہی نہیں۔

دعاء کرلیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس اہم اور ضروری مضمون کے بیان کو آسان فرمادیں مؤثر بنادیں، دلوں میں اتاردیں، اس کی اہمیت دلوں میں پیدا فرمادیں، اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں، اس عمل کو قبول فرمالیں، اس میں برکت عطاء فرمائیں، یعنی تھوڑی محنت پر نتیجہ زیادہ مرتب فرمائیں، اثر زیادہ عطاء فرمائیں، آمین،

میری خواہش یہ ہے کہ یہ مضمون زیادہ سے زیادہ لوگوں کے کانوں تک پہنچایا جائے، اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطاء فرمائیں، اور قبول فرمائیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ، یا اللہ! کام بننا صرف تیری مدد پر موقوف ہے، تیری دستگیری ہوگی، مدد ہوگی تو یہ کام ہوگا، بغیر تیری مدد کے کچھ نہیں ہوسکتا، یا اللہ تو مدد فرما۔

عبرت کیلئے ایک خاندان کا قصہ بتاتا ہوں جو بہت پارسا سمجھا جاتا تھا انہیں خود بھی

اپنی پارسائی پر جب ناز اور غرور ہوا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈال دیا اور پردہ نہیں کیا تو انجام کیا ہوا؟ یہ کوئی گذشتہ زمانہ کا قصہ نہیں، ابھی کا ہے، اور کراچی ہی کا ہے، اگر ان کے خاندان کی بے عزتی کا خطرہ نہ ہوتا تو ان کے نام اور پتے بھی بتادیتا، تاکہ خود جاکر دیکھ لیں، اور ان سے پوچھ لیں کہ کیا ہوا؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے پردہ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر خاندان کو خود ہی بے عزت و ذلیل کیا ہے، اب قصہ سنئے، اللہ کرے کہ بات دلوں میں اتر جائے۔

ایک حاجی صاحب تھے، بہت نیک، بہت ہی پارسا، ان میں دین کا جذبہ اتنا تھا کہ جب میں دارالعلوم کورنگی میں تھا وہ شہر سے میرا وعظ سننے وہاں جایا کرتے تھے، خود وعظ سنتے اور ٹیپ کر کے دوسرے لوگوں کو بھی سنایا کرتے تھے، شہر سے کورنگی پہنچنا کوئی معمولی بات نہیں، کتنا مجاہدہ ہے، اب آمدورفت کی سہولتیں زیادہ ہوگئی ہیں، ان دنوں میں تو اتنی سہولتیں نہیں تھیں، وہ بلاناغہ ہر وعظ میں شریک ہوتے اور ٹیپ کرتے، اتنے نیک، اور لوگوں کو ان سے اتنی عقیدت اور ان پر اتنا اعتماد کہ لاکھوں کی امانتیں ان کے پاس رکھی ہوئی تھیں، ایک بار ان کے کچھ عزیز میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ قصہ سنایا کہ اس کے اپنی سالی سے ناجائز تعلقات ہوگئے، بیوی کے ہوتے ہوئے، اسی گھر میں بیوی موجود، سسرال کے سب لوگ موجود اور سالی سے ناجائز تعلق ہوگیا، اور کیا کیا؟ چپکے سے پاسپورٹ بنوایا اور کسی ملک کا ویزا لگوایا، ڈاڑھی منڈوائی، کوٹ پتلون پہنا، اور کسی غیر ملک میں بھاگ گئے۔ لوگوں کی امانتیں بھی سب کی سب لے گئے، بہت دیندار، مقدس اور پارسا نظر آتے تھے، ان کی صورت اور دینی حالات ایسے کہ کسی کو دور کا وہم و گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ یہ شخص ایسا برا ہوسکتا ہے، مگر ہوا کیا؟ اب آپ اندازہ لگائیں کہ لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں تو ایسی بدکاری کا کوئی امکان ہی نہیں، میرا گھرانہ اور ماحول تو بڑا ہی پاک وصاف ہے، اب اس خوش فہمی اور خام خیالی کا کیا علاج؟

ایک بزرگ کا قصہ سنئے، ان کے ایک مرید سفر پر جانے لگے، خیال ہوا کہ باندی بہت حسین ہے، کہاں چھوڑ کر جاؤں؟ خطرات ہیں، سوچا کہ پیر صاحب ہی کے پاس چھوڑ جاتا ہوں، پیر صاحب نیک تو تھے مگر ہشیار نہ تھے، در حقیقت عقل و ہوش کے کمال کے بغیر انسان صحیح طور پر نیک نہیں ہوسکتا، اس کے لیے عقل کامل چاہیے، عقل جو وحی سے کامل ہوئی ہو، جس کو وحی کا نور حاصل ہو وہ عقل کامل ہوتی ہے جب جا کر انسان پورا دیندار بنتا ہے، پیر صاحب کو مرید کی بے بسی پر رحم آگیا، سوچا کہ برائی کا خطرہ واقعی ہے، اب اسے کہاں چھوڑ کر جائے؟! اسے خطرہ سے بچانا چاہیے، اجازت دے دی کہ اچھا میرے پاس چھوڑ جاؤ، قدرت کا کرنا یہ ہوا کہ کہیں اچانک نظر پڑ گئی، اور رغبت ہوگئی، اگر وہ ہوتا کوئی ایسا ویسا پیر، ان حاجی صاحب جیسا جو سالی کو اڑا کر لے گئے تو وہ پیر صاحب تو بہت خوش ہوتے کہ اچھا ہوا مرغی خود ہی گھر میں پہنچ گئی، بہت خوش ہوتے مگر وہ نیک تھے، آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں تھا جیسے ہی خیال آیا اور دل میں رغبت پیدا ہوئی، فوراً پریشان ہوگئے، اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے کہ "یا اللہ! یہ کیا معاملہ ہوا، کیسے بچوں؟"

امراض باطنہ سے بچنے کا نسخہ:

ایسی حالت میں فکر ہونی چاہیے اور کسی سے نسخہ دریافت کرنا چاہیے، گھر بیٹھے بیٹھے کام نہیں ہوتا، جہاں کسی گناہ کی طرف التفات ہو، توجہ ہو، رغبت ہو، فوراً کسی باطنی ڈاکٹر کے پاس پہنچا جائے، کسی دینی طبیب کے پاس جا کر اپنے حالات بتائے جائیں اور نسخہ حاصل کیا جائے ـ

نفس نتوان کشت الا ظل پیر
دامن این نفس کش را وامگیر

نفس کو شرارتوں سے روکنا، اس گھوڑے کو لگام دینا، یہ سوائے کامل کی صحبت کے نہیں ہوسکتا، کسی کامل کی صحبت اختیار کی جائے اور اپنے حالات بتائے جائیں، نسخے حاصل کیے

جائیں، ان نسخوں کو استعمال کیا جائے، اور پھر بعد میں یہ بھی بتایا جائے کہ ان نسخوں سے فائدہ ہوا یا نہیں؟ اگر ہوا تو کتنا فائدہ ہوا؟ جسمانی علاج کے لیے ڈاکٹر سے پہلے تو وقت لینا پڑتا ہے، وقت لینے کے لیے گھنٹوں قطار میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑتا ہے، بہت بھاری فیس دینی پڑتی ہے، پھر وہ تھوڑا سا وقت دیتے ہیں، اور پھر جب دوبارہ دکھانا ہو تو پھر نئے سرے سے گھنٹوں قطار میں کھڑے رہیں، اور فیس بھی دوبارہ دیں، چند منٹوں میں ہزاروں روپے جیب میں ڈال لئے پھر مریض تندرست ہو یا نہ ہو، لیکن باطن کے ڈاکٹر مریضوں سے کوئی فیس نہیں لیتے اور نہ ہی ان کے ہاں مریضوں کو قطار میں کھڑے رہنا پڑتا ہے، مریضوں پر ان کی شفقت ومحبت کا یہ عالم ہے کہ ان کی دنیا وآخرت بنانے کے لیے رات دن محنت کر رہے ہیں، پھر ان کے نسخے ایسے اکسیر کہ ان کے استعمال سے صحت یقینی ہے، یہاں ناکامی کے وہم وگمان کا بھی کوئی گذر نہیں، باطنی ڈاکٹر سرکاری ملازم ہیں، اس لیے یہ مریضوں سے تو کوئی فیس نہیں لیتے مگر ان کی تنخواہ سرکاری خزانہ سے ہے، یہ بڑی سرکار (اللہ تعالیٰ) کے درباری لوگ ہیں، اس خزانہ سے ان کو کیا کچھ ملتا ہے؟ بس کچھ نہ پوچھئے، اس سے اندازہ لگائیں کہ جس دربار میں ذرا سی بات پر خزانے بہا دیئے جاتے ہیں وہاں اتنی محنت کرنے والوں کے لیے کیا کچھ ہوگا، یہ سرکاری ڈاکٹر ایسے ہیں کہ ان کے پاس جانے والے مریض بھی سرکاری بن جاتے ہیں اور سرکاری خزانہ سے ان کا وظیفہ جاری ہو جاتا ہے، یہ لوگ ایک سیکنڈ میں کروڑوں کماتے ہیں، اگر انسان اللہ تعالیٰ کی طرف لگ جائے، آخرت کی فکر پیدا کرلے، وہاں کی دولت کمانے کی فکر ہو جائے تو چند سیکنڈ میں کروڑوں کمالے، کیا فرمایا:

كلمتان حبيبتان الى الرحمن خفيفتان على اللسان ثقيلتان في الميزان سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم (رواه البخاري)

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات ہیں، کیا پیارے کلمات ہیں، کیا ہی پیاری

زبان ہے، فرمایا دو کلمے زبان پر بہت ہی ہلکے ہیں مگر ترازو میں بہت وزنی، وہاں جب اعمال کا وزن ہوگا تو ترازوں میں یہ دو کلمے بہت وزنی ہوں گے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے کہ یہ دو کلمے رحمٰن کو بہت ہی محبوب ہیں، تو جس زبان پر یہ کلمے جاری ہوں گے وہ زبان ان کو محبوب ہوگی یا نہیں؟ اور جس جسم میں وہ زبان ہوگی وہ محبوب ہوگا یا نہیں؟ یہ دو کلمے کیا ہیں؟

"سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم"

ان کے ادا کرنے میں کتنا وقت صرف ہوتا ہے؟ صرف تین سیکنڈ، میں نے گھڑی میں دیکھا تجربہ کے بعد بتا رہا ہوں، اور فرمایا

لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کنز من کنوز الجنۃ (مسند احمد)

ایک بار لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہنے سے جنت کے خزانوں میں سے بہت بڑا خزانہ مل جاتا ہے، یہ کلمہ کہنے میں بھی صرف تین سیکنڈ صرف ہوتے ہیں، تین سیکنڈ میں اتنا بڑا خزانہ، پھر یہ خزانہ بھی جنت کا ہے، جس کا حال یہ ہے کہ اگر اس دنیا جیسی ہزاروں دنیا پیدا کردی جائیں تو وہ جنت کی ادنیٰ سے ادنیٰ نعمت کے برابر بھی نہیں ہوسکتیں، مگر یہ خزانے جب ملیں گے کہ یہ کلمے کچھ ذرا دل میں بھی اتریں یعنی گناہوں کو چھوڑا جائے اگر آپ گناہوں کو نہیں چھوڑتے اور یہ کلمات کہہ لیے تو ایسا ہوگا جیسے شہد کی بھری ہوئی بوتل میں چند قطرے سنکھیا کے ملا دیں، فوراً اثر ختم ہوجائے گا بلکہ سب زہر بن جائے گا۔

میں بتاتا رہتا ہوں کہ جب انسان باہر نکلتا ہے تو اگر کسی ناجائز چیز کو دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی مگر اس نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے نظر نیچی کرلی تو یہ اتنا بڑا مقام ہے اور اس سے اتنے درجات قرب حاصل ہوتے ہیں کہ ہزاروں سال کے نوافل سے یہ مقام حاصل نہیں ہوسکتا، جب ایک گناہ چھوڑنے پر اور گناہ کے تقاضے کے وقت اس سے بچ جانے پر اتنا بڑا مقام حاصل ہوتا ہے تو اس کو حاصل کرنے کی فکر ہونی چاہئے۔ اگر فکر پیدا ہوجائے تو پھر ہر

معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت ملتی ہے اور جب فکر ہی نہ ہو تو ہدایت زبردستی نہیں ملتی۔

ان بزرگ کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف تھا، غلطی کر بیٹھے، اجازت دے دی، کہ ہاں! باندی چھوڑ جاؤ، مگر جہاں گناہ کا تقاضا پیدا ہوا فوراً علاج کی فکر ہوئی، اب تلاش کرنے لگے کہ کس کے پاس علاج کے لئے جاؤں؟ اس کے لئے بھی تلاش کی ضرورت ہے، یہ نہیں کہ ہر کس و ناکس کے پاس چلے جاؤ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الرحمن فاسئل به خبیر (۵۹.۲۵)

”رحمٰن کی شان کسی باخبر سے پوچھئے“

باخبر کون ہے؟ یہ مضمون بہت طویل ہے آج بیان نہیں ہوگا، کچھ علامات ہیں، دلائل ہیں، حالات ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ یہ شخص باخبر ہے، یہ علاج کر سکتا ہے، دوسروں سے علاج نہیں ہوگا، ان بزرگ نے تحقیق شروع کی کہ اس مرض کا علاج کہاں ہو سکتا ہے؟ اس کی تڑپ پیدا ہوگئی، کسی نے بتایا کہ فلاں شہر میں ایک بزرگ ہیں ان کے پاس جاؤ وہاں پہنچے، اس شہر میں جا کر ان کا نام بتا کر معلوم کیا، کسی نے کہا

”ارے! کہاں جا رہے ہو؟ وہ تو بہت بڑا بدمعاش ہے“

یہ بے چارے بہت پریشان ہوئے، جس نے بھیجا تھا اس سے آکر شکایت کی کہ آپ نے مجھے کہاں بھیج دیا؟ وہ بولے لوگ کچھ بھی کہیں بہرحال آپ ان کے پاس ضرور پہنچیں، پھر گئے، تو بتایا گیا کہ فلاں شرابیوں کے محلہ میں ان کا مکان ہے، وہاں پہنچے، مکان میں اندر گئے تو دیکھا کہ شراب کا پیالہ سامنے رکھا ہوا ہے، ایک حسین لڑکا بھی پاس بیٹھا ہوا ہے، چونکہ ان کو یقین دلایا گیا تھا کہ وہ بڑے بزرگ ہیں، اور قلب میں بھی محسوس ہوا کہ ہاں! یہ کچھ ہیں، جو خود صاحب دل ہوتا ہے وہ صاحب دل کو پہچان لیتا ہے، پوچھا: حضور! یہ سامنے پیالہ میں کیا ہے؟ فرمایا شربت ہے، رنگ شراب کا تھا لیکن تھا شربت، پھر پوچھا: یہ لڑکا کون ہے؟ فرمایا یہ میرا بیٹا ہے، پھر پوچھا: آپ نے شرابیوں کے محلہ میں کیوں رہائش اختیار کی؟

انہوں نے فرمایا کہ شروع میں جب میں اس مکان میں آیا تھا اس وقت یہ محلہ شرابیوں کا نہیں تھا، بعد میں لوگ شرابی بن گئے، مجھ پر شرعاً واجب نہیں کہ میں اپنا مکان بیچ کر یہاں سے چلا جاؤں، اب ان صاحب نے پوچھا کہ آپ نے اپنی ظاہری صورت ایسی کیوں بنا رکھی ہے کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی کوئی بدمعاش ہے؟ ان پر ان کی حالت منکشف ہو چکی تھی، فرمایا کہ میں نے خود کو اس لیے ایسا بنا رکھا ہے تاکہ مرید اپنی باندیاں میرے پاس نہ چھوڑ کر جایا کریں۔

دین ہر رشتے پر مقدم ہے:

انہوں نے اس طرح سے احتیاط کی، ورنہ اصل شرعی مسئلہ یہ ہے کہ بدظنی کے موقع سے بچنا فرض ہے، اپنے آپ کو ایسا بنانا جائز نہیں کہ لوگوں کو بدگمانی ہو، مگر اس کے ساتھ ساتھ انسان کا قلب مضبوط ہونا چاہیے، کسی کی مروت میں آ کر ایسا کام ہرگز نہ کرے جس سے اپنے دین پر خطرہ کا کوئی بعید سے بعید امکان ہو، ثابت قدمی سے کام لے اسی لیے تو فرمایا ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاران کعبہ یک دل بہتر است

دل پہ وہ ضابطہ ہو کہ چاہے مرید منت سماجت کرے، خواہ ماں ہو، باپ ہو، بہن ہو، بھائی ہو، بیوی ہو، شوہر ہو، حاکم ہو، دنیا کا کوئی فرد بھی ہو، جس کی بات ماننے سے دین پر خطرہ ہو تو کسی کی مروت میں ہرگز ایسا کام نہ کرے، بلکہ اپنے مالک حقیقی، محبوب حقیقی کی طرف متوجہ ہو کر یوں کہہ دے ؎

اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری
جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری

اگر میرا اللہ مجھ سے ناراض ہو اور دنیا والے سب راضی ہو جائیں تو بال برابر مجھے فائدہ

نہیں پہنچا سکتے اور اگر میرا اللہ راضی ہے تو ساری دنیا ناراض ہوتی رہے، میرا اس میں کچھ نقصان نہیں، قلب میں قوت ہونی چاہئے، اور قلب میں قوت جب پیدا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا وہ تعلق پیدا ہو جائے جس کے سامنے پوری دنیا کے تعلقات نیست و نابود ہو جائیں، قلب میں یہ قوت ہونی چاہئے کہ اگر کوئی مرید باندی واندی چھوڑنے آئے تو اس سے بچنے کے لیے اپنا ظاہر بگاڑنے کی ضرورت نہیں، صاف کہہ دے ارے! تیری باندی کو بچانے کے لیے میں اپنے دین کو خطرہ میں ڈالوں اور اپنی آخرت برباد کرلوں، مجھ سے یہ نہیں ہوگا، تمہاری آخرت سنوارنے کے لیے میں اپنی آخرت برباد نہیں کرسکتا، کسی کی جوتی کی حفاظت کے لیے اپنی گٹھڑی گنوا دینا عقل کی بات نہیں ہے، جب کسی کی مروت میں آکر اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف عمل کیا جاتا ہے اس پر یہ وبال پڑتا ہے، اس قصہ سے کیا ثابت ہوا؟ وہ بزرگ تھے، متقی تھے، اسی لیے تو فکر پیدا ہوئی مگر انہوں نے اپنے نفس پر اعتماد کیا کہ باندی پاس رکھنے سے مجھ پر کوئی خطرہ نہیں، بس نفس پر اعتماد کرنے کی وجہ سے یہ وبال آیا، اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ دیکھو! تمہیں اپنے تقویٰ پر ناز کیوں پیدا ہوا؟ اب ذرا ان لوگوں کی حالت کا اندازہ لگائیے جو یوں کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے یہاں تو کوئی خطرہ نہیں، خطرے سے غافل رہنا سب سے بڑا خطرہ ہے۔

خطرے سے غافل رہنا سب سے بڑا خطرہ ہے:

جو انسان یہ سمجھتا ہے سب سے بڑا خطرہ اسی کے یہاں پیدا ہوتا ہے اس کی کئی وجوہ ہیں، اللہ کرے یہ باتیں سمجھ میں آجائیں:

(۱) پہلی بات تو یہ کہ دشمن وار وہیں کرتا ہے جہاں انسان غافل ہوتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”جہاں کہیں بھی خلوت میں دو نامحرم مرد و عورت جمع ہوئے وہاں تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے۔“ (ترمذی)

کسی بزرگ کا قول ہے کہ اگر حسن بصری اور رابعہ بصریہ جیسے مقدس بزرگ بھی خلوت میں ایک جگہ جمع ہو جائیں تو شیطان ان کو بھی بدکاری میں مبتلا کر دے گا، عوام کا تو کیا کہنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرما دیا کہ جہاں بھی خلوت میں نامحرم مرد و عورت جمع ہوں گے وہاں شیطان ضرور ہوتا ہے اور وہ بدکاری کروا کر چھوڑتا ہے، اسی لیے فرمایا کہ غیر سے اتنا پردہ نہیں جتنا کہ شوہر کے اعزہ و اقارب سے ہے، شوہر کے اعزہ و اقارب سے زیادہ سخت پردہ کا حکم ہے، فرمایا کہ شوہر کے رشتہ داروں سے اتنا سخت پردہ کرو، اتنا ڈرو کہ جیسے موت سے ڈرتے ہو، جس سخت خطرہ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے رشتہ داروں کو ''موت'' فرمایا بعینہ وہی خطرہ عورت کے نامحرم رشتہ داروں سے بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوہر کے رشتہ داروں کو ''موت'' کیوں فرمایا؟ اس لیے کہ غفلت اور اطمینان انسان کو ہمیشہ اپنے رشتہ داروں سے ہوتا ہے، فلاں آ رہا ہے تو کوئی بات نہیں، وہ تو ہمارا دیور ہے، فلاں تو ہمارا چچا زاد بھائی ہے، فلاں پھوپھی زاد بھائی ہے، فلاں ماموں زاد بھائی ہے اور فلاں خالہ زاد بھائی ہے، جہاں ان سارے خطرات سے انسان غافل رہتا ہے سوچتا ہے کہ یہ تو اپنے ہی ہیں اور ان کے گھر میں آنے میں ذرا بھی شک و شبہ نہیں ہوتا کہ ان سے کسی قسم کی بدکاری ہوگی، شیطان غافل سمجھ کر وہیں حملہ کرتا ہے، خالہ زاد وغیرہ کو بھائی قرار دے کر ان سے بے تکلفی کا تعلق رکھا جاتا ہے، اس طرح یہ سب ''زاد'' ہمزا کی طرح ہر وقت لپٹے رہتے ہیں، اللہ نے ان رشتوں کے ساتھ بالخصوص شادی کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔

وبنت عمک وبنت عمتک وبنت خالک وبنت خلتک التی هاجرن معک (۳۳.۵۰)

چچا کی لڑکیاں، پھوپھی کی لڑکیاں، ماموں کی لڑکیاں، خالہ کی لڑکیاں چاروں ''زاد'' کی تصریح فرما دی کہ ہم نے ان کو شادی کے لیے حلال کر دیا ہے، مگر اس زمانہ کا دغاباز مسلمان ان

کو بہنیں بنا کر مزے اڑاتا ہے، پھر چاہیں تو بہن بھائی آپس میں شادی بھی کر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے عقل مسخ ہو جاتی ہے، اتنی موٹی سی بات دماغ میں نہیں اترتی کہ بہن بھائی ہیں تو ان کی آپس میں شادی کیسے ہو گئی؟ بس اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور اپنی ہوس کے بندوں نے یہ جادو کی ڈبیہ بنا رکھی ہے، اس میں ایک طرف سے دیکھیں تو بھائی بہن، فوراً اسی وقت دوسری جانب سے دیکھیں میاں بیوی، یا اللہ! تو ان دغا باز مُسلمانوں کو سچے مُسلمان بنا دے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ اپنے آپ کو پارسا سمجھتے ہیں، کہتے ہیں ہمارا خاندان بہت پاک دامن اور نیک ہے، یہاں تو کوئی گناہ ہو ہی نہیں سکتا، بس جہاں کسی نے خود کو پارسا سمجھا اور دل میں عجب و پندار پیدا ہوا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرتے ہیں، اسے گناہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

(۳) ایسے خاندانوں کو بربادی کی تیسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو پارسا اور پاک دامن ہیں، ہمارے یہاں یہ بدکاری نہیں آ سکتی، یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو بے کار سمجھتے ہیں، اگر کہیں کوئی خطرہ ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسے احکام نازل ہی کیوں فرمائے؟ یہ لوگ اپنے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم سے زیادہ سمجھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بے کار جانتے ہیں، سو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو بیکار بتائے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی میں اس کے وبال میں مبتلا کر کے چھوڑیں گے اس پر یہ عذاب آتا ہے اس لیے ایسے واقعات ہوتے ہیں۔

قرآن کے ساتھ آج کے مُسلمان کا برتاؤ:

اب ذرا سنئے کہ اللہ تعالیٰ کے کیا احکام ہیں؟ میں تو کہا کرتا ہوں کہ اچھا ہے آج کے

مُسلمان کو یہ معلوم نہیں کہ قرآن میں کیا حکم ہے؟ آج کا مُسلمان یہ سمجھتا ہے کہ کہیں قرآن خوانی کروادو، مکان بنایا تو خوانی کروالو، چائے بسکٹ کھالو، کوئی کارخانہ کھولا تو خوانی کروالو، اور کوئی مرگیا تو پیسے دے کر خوانی کروالو، ایصال ثواب کردو، جن، بھوت چڑھ گیا تو اسے طشتریوں پر لکھ لکھ کر پلاتے جاؤ، اور اس کے حصار کھینچ لو، بیمار ہوگیا تو آیات شفاء پڑھ پڑھ کر پھونکتے رہو، دم کرتے رہو، گھول گھول کر پلاتے رہو، یہ قرآن تو بڑا میٹھا ہے جو لڈو کھلائے، چائے پلائے بسکٹ کھلائے، یہ تو بڑا ہی مزے دار ہے۔

کسی نے کسی سے پوچھا کہ قرآن کریم کی دعائیں کون کون سی پسند ہیں؟ اس نے کہا، سبحان اللہ! قرآن کی دعائیں تو ساری ہی اچھی ہیں، لیکن مجھے ایک دعاء بہت پسند ہے:

ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء (۵.۱۱۴)

”یا اللہ ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل فرما“

پھر پوچھا، قرآن کا حکم کونسا پسند ہے؟ جواب دیا کہ حکم تو سارے ہی اچھے ہیں لیکن مجھے تو ایک حکم بہت پسند ہے:

کلوا واشربوا (۷.۳۱)

”کھاؤ پیو“

ذرا سوچ کر بتائیے کہ آپ نے قرآن کا کیا مطلب سمجھا ہے؟ یہ قرآن کس مقصد کے لیے ہے؟ کیا ان مقاصد کے علاوہ بھی اس کا کوئی مقصد ہے یا نہیں؟ اچھا ہے کہ قرآن کا مطلب صرف یہی سمجھا ہے، ورنہ اگر قرآن کا صحیح مقصد سمجھ میں آجائے اور معلوم ہوجائے کہ اس قرآن میں کیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ آج کا مُسلمان قرآن کو کباڑی جا کر سمندر میں پھینک آئے گا، (معاذ اللہ) گھر میں رکھنے کو تیار نہیں ہوگا میرا یہ یقین بلا دلیل نہیں، واقعات پر مبنی ہے، اس وقت صرف ایک قصہ بتاتا ہوں، ایک شخص نے مجھے خود بتایا کہ اس کی بیوی نے ترجمہ قرآن پڑھنا شروع کیا، بڑے شوق سے پڑھتی رہی، جب سورہ نور پر پہنچی اور وہاں

آیا پردہ کا حکم تو چلا اٹھی، بس بس رہنے دو ایسے قرآن کو، میں نے بس کی، توبہ کی، رہنے دو ایسے قرآن کو، اس شخص نے بتایا کہ اس نے بیوی کو بہت سمجھایا کہ پڑھ تو لو عمل نہ کرنا، اور شاید کبھی عمل کی توفیق بھی اللہ تعالی دے دے، بیوی نے کہا، نہیں نہیں، بس کیا بس کیا، میں کبھی ایسے قرآن کو نہیں دیکھوں گی، مجھے ایسے قرآن کی ضرورت نہیں، میں نے توبہ کی ایسے قرآن سے (معاذ اللہ)

اس عورت کو پہلے سے معلوم نہیں تھا کہ اس قرآن میں کیا ہے، اس وقت تو وہ اسے چومتی ہوگی، آنکھوں سے لگاتی ہوگی، اچھے سے اچھے غلاف میں رکھتی ہوگی کتنی خوانیاں کرواتی ہوگی، اور جب اسے قرآن میں پردہ کا حکم معلوم ہوا تو چیخیں نکل گئیں، اور چلانے لگی کہ مجھے ایسے قرآن کی ضرورت نہیں۔ یہ تو ہوا ایک پردہ کا حکم، اس پر قیاس کر لیجیے کہ جب قرآن کے سارے احکام سامنے آجائیں تو کیا ہوگا؟ بس یہی ہوگا کہ سارے قرآن جمع کر کے کباڑی میں پھینک دو، یہی کہے گا آج کا مسلمان یا نہیں کہے گا؟ سوچیے للہ! سوچیے، یا اللہ تو مدد فرما، مسلمانوں کو سوچنے کی توفیق عطاء فرما کہ آخر یہ قرآن کیا ہے؟ کیوں نازل ہوا؟ اس کو نازل کرنے کا مقصد کیا ہے؟ آج میں نزول قرآن کا مقصد بتاتا ہوں، اور اس لیے بتاتا ہوں کہ جو لوگ یہاں آتے ہیں ان سے یہ توقع ہے کہ ان شاء اللہ تعالی وہ قرآن کو سمندر میں نہیں پھینکیں گے، یا اللہ! اس دن (جمعہ) کی برکت سے اس مجمع کی برکت سے سب کو پتا چل جائے کہ یہ قرآن کیا ہے؟ فرمایا:

ان ھذہ تذکرۃ (۷۶۔۲۹)

”بلاشبہ یہ قرآن نصیحت کی کتاب ہے“

دنیا کے اسباب حاصل کرنے کے لیے، دنیوی ترقی حاصل کرنے کے لیے، مال و دولت جمع کرنے کے لیے، جن، آسیب اور سفلی بھگانے کے لیے نہیں، یہ اور بات ہے کہ اس کی برکت سے یہ کام بھی ہو جائیں، مگر یہ خوب سمجھ لیں کہ یہ فائدہ عارضی ہوگا، جب تک

قرآن کا مقصد نزول نہیں سمجھیں گے اور اس میں بتائے گئے احکام پر عمل نہیں کریں گے، اس وقت تک پرسکون زندگی ہرگز ہرگز حاصل نہیں ہوسکتی، کوئی نہ کوئی عذاب مسلط رہے گا، قرآن کریم جسمانی امراض کے علاج اور دنیوی اغراض کی تحصیل کے لیے نازل نہیں کیا گیا، یہ نصیحت کی کتاب ہے، یہ قانون کی کتاب ہے، اس پر عمل کرنا ہے، یہ کتاب عمل کروانے کے لیے نازل کی گئی ہے۔

قرآن میں پردہ کے احکام:

اب سنئے قرآن کیا کہتا ہے:

(۱) ینساء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا معروفا O (۳۲.۳۳)

مجھے تو یہ خیال ہوتا ہے کہ شاید آپ یہ کہیں کہ یہ نہ جانے کیا پڑھ رہا ہے؟ ارے! یہ قرآن میں ہے سورۂ احزاب میں ہے۔ آج کے مُسلمان کے عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ قرآن میں یہ چیزیں ہیں ہی نہیں، اور مولویوں کا یہ حال ہے کہ قرآن کو پڑھتے پڑھاتے ان کی آنکھوں پر ایسی پٹی پڑ گئی کہ اس طرف کسی کی نظر ہی نہیں جاتی کہ یہ بھی قرآن میں ہے، یا اللہ! تو مدد فرما، ہدایت فرما، **لاحول ولا قوۃ الا بک**، اصل دستگیری صرف تیری ہی طرف سے ہے، اگر تیری دستگیری نہیں ہوگی تو ہمارے کرنے کرانے سے کچھ نہیں ہوگا، تو ہی مدد فرما، ہماری عاجزی پر رحم فرما، ہمارے ضعف پر رحم فرما، ایسے ماحول، ایسے معاشرہ میں یا اللہ! تو ہی مدد فرما، دستگیری فرما، لوگ آج نزول قرآن سے چودہ سو سال بعد گناہوں میں رات دن دھت اور مست ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے بزرگ ہیں، ہمارے یہاں کسی گناہ کا احتمال نہیں، اور اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں؟

"اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویو! جب کسی ضرورت سے دین حاصل

کرنے کے لیے کوئی شخص آکر دین کا کوئی مسئلہ پوچھے تو اپنے لہجہ میں نرمی اور لچک پیدا نہ کرو، نزاکت سے بات نہ کرو۔"

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن جن کا اتنا اونچا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ایک پورے رکوع میں ان کی تطہیر اور پاک دامنی کا مقام بیان فرمایا ہے:

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا ○ (۳۳، ۳۳)

ان کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا، اور جس کو اللہ تعالیٰ پاک کر دے کیا اس کے قریب کوئی خباثت ونجاست آسکتی ہے؟ کیا ان کے بارے میں یہ گمان ہو سکتا تھا کہ غیر محرم کو جب مسئلہ بتائیں گی تو نزاکت سے بولیں گی؟ یہ بات تو گمان میں بھی نہیں آسکتی، پھر جس کے بارے میں یہ وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا، خیال بھی نہیں آسکتا اسے روکا کیوں؟ اللہ تعالیٰ روک رہے ہیں کہ نزاکت سے بات نہ کریں، ان سے جب نزاکت سے بات کرنے کا کوئی خطرہ ہی نہیں تو پھر یہ حکم کیوں فرمایا؟ اس لیے خوب سمجھ لیں اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی آواز میں جو طبعی و پیدائشی نزاکت ہوتی ہے اسے خشونت وخشکی سے بدلو، بات آئی سمجھ میں؟ کبھی کسی غیر محرم مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو عورت کی آواز میں جو پیدائشی نزاکت ہے اس سے بھی بچو، آواز میں بتکلف درشتی اور روکھا پن پیدا کرنے کی کوشش کرو، اس زمانہ فساد میں کسی عورت کو مجبوری میں کبھی کسی غیر محرم سے بات کرنا ہی پڑے تو بتکلف ایسا لہجہ بنائے کہ سننے والا یوں محسوس کرے کہ کوئی چڑیل بول رہی ہے۔

بات پوری طرح سمجھنے کے لیے چند چیزیں ذہن نشیں کر لیں:

(۱) ایک تو یہ کہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا اتنا اونچا مقام ہے کہ ان سے گناہ کا وہم وگمان بھی نہیں ہو سکتا، گناہ کا وسوسہ بھی نہیں آسکتا، یہ "مطہرات" ہیں جن کو اللہ

تعالیٰ نے پاک کر دیا ہے۔

(۲) دوسری بات یہ اُمت کی مائیں ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے انہیں صرف احتراماً اُمت کی مائیں نہیں فرمایا، بلکہ جس طرح حقیقی ماں کے ساتھ نکاح حرام ہے اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن بھی امت کے مردوں پر حرام ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان ذلکم کان عنداللہ عظیما O (۳۳.۵۳)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی بیویوں سے تم کبھی بھی نکاح نہیں کر سکتے۔“

جس طرح ماں کے ساتھ کسی حالت میں بھی نکاح نہیں ہو سکتا، ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہے اسی طرح امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن بھی تا قیامت امت کے ہر فرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی امت کا کوئی فرد آپ کی بیویوں سے نکاح نہیں کر سکتا۔

(۳) تیسری بات، امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے بات کرنے والے کون تھے؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جن کا تقویٰ وہ تقویٰ ہے کہ فرشتوں کو رشک آئے، جن کی پاک دامنی کی شہادت اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں دیں:

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ (۵۸.۲۲)

”یہ وہ لوگ ہیں کہ جن سے ہم راضی اور جو ہم سے راضی۔“

اور فرمایا:

وکلا وعدہ اللہ الحسنی (۴.۹۵)

”سب کے ساتھ ہمارا معاملہ یہ کہ سب کو بخش دیا۔“

(۴) ان کی آپس میں باتیں کیا ہوتی تھیں؟ دینی مسائل سیکھنا سکھانا،

اب ساری چیزیں ملا کر دیکھئے، یہ عورتیں کون ہیں؟ امت کی مائیں ہیں، جو امت کے ہر فرد پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہیں، اور مرد کون؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسی مقدس ہستیاں، اور کام کیا؟ دینی مسائل پوچھنا، ایسے موقع پر فرماتے ہیں کہ جب بات ہو تو زنانہ لہجہ میں جو پیدائشی نزاکت ہے اس کو خشکی سے بدلا کرو، پیدائشی نزاکت بھی نہ آنے پائے، یہ تو امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو ہدایت دی، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کیا ارشاد ہوتا ہے:

واذا سالتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب (۳۳.۵۳)

”جب بھی دین حاصل کرنے کے لیے امہات المؤمنین سے کچھ پوچھنا پڑے تو پردہ کے پیچھے سے پوچھو۔“

سامنے آنے کی اجازت نہیں اللہ! غور کیجئے، جن کو یہ حکم دیا جا رہا ہے یہ مرد کون ہیں؟ اور یہ خواتین کون ہیں؟ کسی بزرگ نے تو حسن بصری اور رابعہ بصریہ کا نام لیا تھا، یہاں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں وہ مقدس عورتیں اور مقدس مرد ہیں، ان کے بارے میں ہدایت دی جا رہی ہے کہ جب دین بھی سیکھنا ہو تو پردہ کے پیچھے سے بات کرو۔

قرآنی احکام سے کیسی غفلت:

(۲) یا ایھا النبی قل لازواجک و بنتک و نساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن (۳۳.۵۹)

مجھے ہنسی آتی ہے اور رہ رہ کر تعجب بھی ہو رہا ہے کہ لوگ یہ سمجھ رہے ہوں گا کہ یہ قرآن نہیں پڑھ رہا' اللہ جانے کیا پڑھ رہا ہے؟ اللہ کرے یقین آ جائے کہ میں جو پڑھ رہا ہوں یہ قرآن ہی ہے' مجھے تعجب اس لیے ہو رہا ہے کہ اس امت نے قرآن کو ایسا چھوڑا' ایسا چھوڑا'

ایسا چھوڑا کہ جب میں قرآن کے احکام بتاتا ہوں تو انہیں یقین نہیں آ رہا ہوگا کہ یہ قرآن ہی کے احکام ہیں، یہی سمجھتے ہوں گے کہ اللہ جانے یہ کیا پڑھ رہا ہے؟ سنئے! کیا حکم ہو رہا ہے:

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فرما دیجئے اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مؤمنین کی عورتوں سے کہ جہاں کبھی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر میں لپٹ کر نکلا کرو اور چادر کو چہرہ پر لٹکا لیا کرو تاکہ چہرہ پر کسی کی نظر نہ پڑے۔“

(۳) و قل للمؤمنت یغضضن من ابصرھن و یحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا و لیضربن بخمرھن علی جیوبھن ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن او ابائھن او اباء بعولتھن او ابنائھن او ابناء بعولتھن او اخوانھن او بنی اخوانھن او بنی اخواتھن او نسائھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورت النساء ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن و توبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون O (۲۴۔۱۳)

یہ سورہ نور کی آیت ہے، یا اللہ! تو قرآن کریم کے انوار ہمارے دلوں میں اتار دے یعنی قرآن پر ایسا عمل ہو، ایسا عمل ہو کہ دنیا کی کوئی قوت اس کو روک نہ سکے، دل میں نور پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ تعلق پیدا ہو جائے کہ اس کے احکام پر عمل کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے: فرما دیجئے مؤمنات سے، یعنی جو عورتیں یہ فرمودہ سننا کو تیار نہیں یا اس پر عمل کرنے کو تیار نہیں، وہ مؤمنات کی فہرست سے الگ ہیں، اس لیے جو عورتیں مؤمن ہیں آپ ان سے فرمائیں کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں

کی حفاظت کریں، وہ کیسے ہوگی؟ اس طرح کہ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں، اور اپنے گریبانوں پر چادر یا دوپٹہ لپیٹ کر رکھا کریں، تاکہ سینہ کا ابھار محسوس نہ ہو اور گریبان پر کہیں نظر نہ پڑے، آگے ایک ایک کر کے گنوا رہے ہیں کہ ان کے سوا باقی کسی کے سامنے بھی بے پردہ جانا جائز نہیں، وہ کون ہیں؟ (۱) شوہر (۲) باپ، چچا اور ماموں بھی اس میں داخل ہیں (۳) خسر (۴) بیٹا، پوتا اور نواسا بھی اس میں داخل ہیں (۵) شوہر کا بیٹا، داماد کا بھی یہی حکم ہے، اس لیے کہ اس میں حکم کی علت یعنی حرمت موبدہ موجود ہے، یعنی وہ شخص جو ہمیشہ کے لیے حرام ہو اور اس سے کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا ہو، اس سے پردہ نہیں، ساس کی حرمت کا ذکر دوسری آیت میں ہے، جس کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا، (۶) بھائی (۷) بھتیجا (۸) بھانجا (۹) مسلمان عورتیں، مسلمان عورتوں کے سامنے تو اپنی زیب و زینت ظاہر کر سکتی ہیں، کافر عورتوں کے سامنے سر، بازو اور پنڈلی وغیرہ کھولنا حرام ہے۔

بعض مسائل قرآن کریم سے سوچ سوچ کر نکالے جاتے ہیں مگر پردہ کا یہ مسئلہ نکالا ہوا نہیں، یہ قرآن کریم کا صریح حکم ہے۔ بتایئے! ہسپتالوں میں اور گھروں میں جو غیر مسلم عورتیں کام کرنے کے لیے آتی ہیں کیا مسلمان عورتیں ان سے بالوں کا پردہ کرتی ہیں؟ کلائیوں کا پردہ کرتی ہیں؟ پنڈلیوں کا پردہ کرتی ہیں؟ گلے گردن کانوں اور سینہ کا پردہ کرتی ہیں؟ خوب سمجھ لیں کہ جو لوگ قرآن کریم کو چوم چوم کر مسجدوں میں رکھ کر یا خوانیاں کروا کر یہ سمجھتے ہیں کہ آفات زائل ہو جائیں گی وہ جب تک قرآن کریم کے احکام کی خلاف ورزی نہیں چھوڑیں گے ہرگز دنیا میں ان کو چین کی زندگی نصیب نہیں ہو سکتی، اگر قرآن کے ساتھ عقیدت ہے تو قرآن پر ایمان ہے تو اس پر عمل کر کے دکھائیں۔

(۱۰) کافر باندی، اس کے سامنے سر اور بازو کھولنا جائز ہے (۱۱) ایسے مدہوش جن کو عورتوں کے بارے میں کوئی علم نہیں (۱۲) چھوٹے بچے جن کو ابھی یہ سمجھ ہی نہ ہو کہ یہ عورت کیا چیز ہے؟ جسے مرد و عورت میں فرق ہی معلوم نہ ہو، آج کل دس دس بلکہ بارہ چودہ سال

کے بچوں سے بھی پردہ نہیں کیا جاتا، ذرا اپنی حالت سے اندازہ لگائیے کہ آپ کی عمر کتنی تھی جب آپ کو پتا چل گیا تھا؟ پھر اب تو ترقی کا دور ہے اس دور کے دس سال کے بچہ کو ان چیزوں کی وہ خبر ہے جو آپ کے دور کے بیس سال کے جوانوں کو بھی نہ ہوتی تھی یہ وہ دور ہے، مرد و عورت میں کیا فرق ہے ان کے آپس میں کیا تعلقات ہوتے ہیں، کس مقصد کے لیے شادی کی جاتی ہے، یہ دیکھنا چاہیے کہ بچہ کو کس عمر میں ان چیزوں کی سمجھ آ گئی، اس عمر سے پردہ کرنا فرض ہے۔

آگے ارشاد ہے: اپنا پاؤں زور سے زمین پر نہ ماریں تا کہ اگر پاؤں میں کوئی زیور ہو تو اس کی آواز باہر سنائی نہ دے، جب عورت کی پازیب کی آواز کو پردہ ہے کہ اس کی آواز باہر نہ جائے تو خود عورت کی آواز کو کتنا پردہ ہونا چاہیے اور اس کے چہرہ کو کتنا پردہ لازم ہوگا۔

تمام پریشانیوں کا علاج:

پردہ کے حکم کی تفصیل بیان فرمانے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

توبوا الی الله جميعا ايه المؤمنون لعلكم تفلحون ○
(۲۴. ۳۱)

اگر تم فلاح چاہتے ہو دنیا و آخرت کی کامیابی چاہتے ہو، اپنی پریشانی کا علاج چاہتے ہو، اطمینان اور سکون کی زندگی گذارنا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی چھوڑ دو، بغاوت نافرمانی و معصیت سے توبہ کرلو، اگر ایسا نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ سنا دیا ہے کہ وہ ان کو کبھی بھی سکون نہیں دیں گے، کوئی مجھے ایک شخص تو ایسا بتا دے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہو اور سکون سے دنیا میں رہ رہا ہو، بتائیے! کوئی ہے؟ نافرمان اور سکون مل جائے؟ انہوں نے تو فیصلہ سنا دیا ہے:

و من اعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا و نحشره يوم

القیمة اعمیO (۱۲۴.۲۰)

”جس نے میرے احکام سے اعراض کیا میں نے یہ طے کر رکھا ہے اور فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کی زندگی اس پر تنگ رکھوں گا اور قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھاؤں گا۔“

سکون تو اس کے قریب بھی نہیں آ سکتا کسی گناہ پر کوئی قائم ہو اور توبہ نہیں کرتا اور پھر وہ یہ کہے کہ میرے گھر میں سکون ہے تو ذرا اسے میرے پاس لایئے ذرا میں بھی تو تھرمامیٹر لگا کر دیکھوں کچھ پتا تو چلے کہ کیسا سکون ہے؟ دل کی باطنی کیفیت کے کسی اسپیشلسٹ کو دکھایئے ۔

ہمیں کہتی ہے دنیا تم ہو دل والے جگر والے
ذرا تم بھی تو دیکھو کہ ہو تم بھی تو نظر والے

ذرا ہمیں بھی تو دکھایئے وہ دل جو گناہ بھی کرتا ہو اور اسے سکون بھی ہو دل میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کانٹے بھی لگا رکھے ہیں اور پھر سکون بھی ہے واللہ! ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا، سکون کا نسخہ اس سے پوچھئے جس کے قبضہ قدرت میں دلوں کا سکون ہے ان کا ارشاد ہے:

من عمل صالحا من ذکر او انثی و ھو مؤمن فلنحیینه حیوۃ طیبةO (۹۷.۱۶)

یعنی ایمان کے ساتھ عمل صالح ہو تو سکون ملے گا ورنہ نہیں، عمل صالح کی بنیاد یہ ہے کہ گناہوں سے بچے۔

درس عبرت:

چچا اور ماموں سے پردہ نہیں، اس کے باوجود اس آیت میں ان کا ذکر کیوں نہیں؟ اس کا ایک جواب تو پہلے بتا چکا ہوں کہ چچا اور ماموں بمنزلہ باپ کے ہیں، اس لیے باپ کے ذکر میں یہ بھی شامل ہیں مگر بعض مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آیت میں سب محرم رشتہ داروں

کی تفصیل بیان کرنے کے باوجود چچا اور ماموں کا ذکر نہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان سے بھی پردہ ہے' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید وہ کبھی اپنی بھتیجیوں اور بھانجیوں کی شکل وصورت کا کہیں تذکرہ کریں اور ان کے بیٹے سن لیں اور اس سے ان کے قلب میں بدنظری کی رغبت پیدا ہو جائے۔

اگرچہ صحیح مذہب یہی ہے کہ چچا اور ماموں سے پردہ نہیں مگر جن مفسرین رحمہم اللہ تعالی نے ان سے بھی پردہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کی جو وجہ ارشاد فرمائی ہے وہ ایک بہت بڑا درس عبرت ہے بشرطیکہ کسی کے پاس عبرت کی آنکھ ہو' اگر عبرت کی آنکھ نہیں تو عبرت کے ہزاروں قصوں سے بھی عبرت حاصل نہیں ہو سکتی' ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہوئیں بلکہ ان کے دل اندھے ہو گئے ہیں:

فانہا لا تعمی الابصر و لکن تعمی القوب التی فی الصدور ○
(۴۶.۲۲)

”یہ یقینی بات ہے کہ ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں رکھے ہوئے دل اندھے ہو جاتے ہیں۔“

۳۰) لا جناح علیہن فی ابائہن ولا ابنائہن ولا اخوانہن ولا ابناء اخوانہن ولا ابناء اخواتہن ولا نسائہن ولا ما ملکت ایمانہن واتقین اللہ ان اللہ کان علی کل شیء شہیدا ○
(۵۵.۳۳)

یہ آیت سورہ احزاب کی ہے' اس سے پہلے میں نے جو سورہ نور کی آیت پڑھی تھی اس میں دونوں قسم کے رشتہ دار بتائے ہیں' نسبی رشتہ دار بھی جن سے پردہ نہیں' اور شادی کی وجہ سے جو رشتے پیدا ہو جاتے ہیں وہ بھی بتائے ہیں' جیسے شوہر کا بیٹا اور خسر' مگر سورہ احزاب کی اس آیت میں صرف نسبی رشتہ داروں کا بیان ہے' شادی کی وجہ سے جو رشتہ ہیں ان کو دوبارہ یہاں بیان نہیں فرمایا' باقی وہی رشتہ جو وہاں گنوائے گئے تھے وہی یہاں بھی ہیں' پردہ کا حکم دینے کے

بعد فرمایا: و اتقین اللہ، ایمان کا دعویٰ کرنے والی عورتو! اللہ سے ڈرو، سوچیں کہ یہ کس کا حکم ہے؟ پھر یہ الفاظ کیسے زوردار ہیں کہ جس کے دل میں ذرا سی بھی صلاحیت ہو یہ الفاظ سن کر اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے "اللہ سے ڈرو" یعنی پردہ کے حکم پر عمل نہ کیا تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت سخت ہے آگے ارشاد ہے: **ان اللہ کان علی کل شیء شہیدا** "بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے" کہیں تمہیں یہ خیال ہو کہ ہم تو گھر کے اندر رہ کر بے پردگی کرتے ہیں، بس "زادوں" کے سامنے تو جاتے ہیں، اس لیے فرمایا کہ اگر چھپ چھپ کر بھی گناہ کرو گی تو اللہ سب جانتا ہے۔

کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے:

(۵) حرمت علیکم امھتکم و بنتکم و اخوتکم و عمتکم و خلتکم وبنت الاخ وبنت الاخت و امھتکم التی ارضعنکم و اخوتکم من الرضاعة و امھت نسائکم. و ربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم و ان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ان اللہ کان غفورا رحیما ○ (۴-۲۳)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان عورتوں کی تفصیل بتائی ہے جن سے نکاح حرام ہے (۱) ماں، دادی اور نانی بھی اس میں داخل ہیں (۲) بیٹی، پوتی اور نواسی بھی اس میں داخل ہیں (۳) بہن (۴) پھوپھی (۵) خالہ (۶) بھتیجی (۷) بھانجی (۸) رضاعی ماں (۹) رضاعی بہن، اس میں دوسرے رضاعی رشتے بھی داخل ہیں، مثلاً رضاعی بھتیجی، بھانجی، پھوپھی، خالہ وغیرہ (۱۰) ساس (۱۱) بیوی کی بیٹی، بشرطیکہ بیوی سے صحبت کی ہو، اگر کسی عورت سے نکاح کیا مگر اس سے صحبت نہیں کی، صحبت سے پہلے ہی وہ مرگئی یا اس کو طلاق دے دی تو اس کی بیٹی حرام نہیں، (۱۲)

بہو (۱۳) دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا، یعنی سالی اس وقت تک حرام ہے جب تک اس کی بہن نکاح میں ہے' بیوی کی موت یا طلاق کے بعد اس کی بہن حلال ہے' مقصد یہ ہے کہ سالی ہمیشہ کے لیے حرام نہیں۔

اس سے پہلے جو بارہ رشتے مذکور ہیں وہ سب عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں ایک اور قسم بھی ہمیشہ کے لیے حرام ہے جس کا بیان اس آیت سے پہلی آیت میں ہے:

ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء الا ما قد سلف انه
کان فاحشة و مقتا و ساء سبیلا O (۲۲.۴)

یعنی باپ کی بیوی' کل تیرہ ہوگئیں ان میں سے کسی کے ساتھ کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا۔

اسلام اور عقل دونوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پردہ صرف ایسی عورت کو نہیں جو ہمیشہ کے لیے حرام ہے اور کسی صورت میں بھی اس سے نکاح نہیں ہوسکتا' اور ہر وہ عورت جس سے کسی وقت بھی نکاح کا امکان ہو اس سے پردہ فرض ہے' اس لیے خوب سمجھ لیں کہ قرآن کریم میں جو تیرہ قسم کی عورتوں کو ہمیشہ کے لیر حرام قرار دیا گیا ہے ان کے سوا ہر عورت سے نکاح صحیح ہے' چنانچہ محرمات کی تفصیل بیان فرمانے کے بعد ارشاد ہے:

واحل لکم ما وراء ذلکم (۲۴.۴)

''ان محرمات کے سوا باقی سب عورتیں حلال ہیں'' اس لیے ان پر پردہ فرض ہے۔

ایک جہالت کی اصلاح:

جاہلوں میں مشہور ہے کہ چچی اور ممانی اور بھتیجے کی بیوی اور بھانجے کی بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہیں' اس لیے سمجھتے ہیں کہ شوہر کے چچا اور ماموں اور اس کے بھتیجے اور بھانجے سے شرعاً پردہ نہیں' یہ سخت جہالت ہے قرآن کریم میں ان عورتوں کو حلال قرار دیا گیا ہے' یعنی شوہر کے چچا' ماموں اور بھتیجے' بھانجے کی وفات یا طلاق کے بعد ان کی بیوی

سے نکاح جائز ہے‘ دیکھئے جہالت کتنی بری بلا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال کی ہوئی عورتوں کو حرام بتا رہے ہیں‘ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہے ہیں‘ **نعوذ باللہ من ذلک**‘ خوب یاد رکھیں اور دوسروں تک پہنچائیں کہ شوہر کے چچا اور ماموں اور اس کے بھانجے اور بھتیجے سے پردہ فرض ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں پردہ کی پابندی؟:

(۶) یا ایها الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم الی طعام غیر نظرین انه و لکن اذا دعیتم فادخلوا فاذا طعمتم فانتشروا (۳۳.۵۳)

سنئے! قرآن کیا کہتا ہے:

”اے ایمان والو! نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں داخل مت ہونا۔“

یہ کن لوگوں سے خطاب ہے؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مقدس جماعت سے‘ جن کے تقدس کا بیان اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بار بار فرماتے ہیں‘ ان کو حکم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں مت جانا‘ مائیں ہیں وہ بھی کیسی‘ رسول اللہ صلی اللہ لعیہ وسلم کی ازواج مطہرات‘ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا ○ (۳۳.۳۳)

”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویو! ہم نے تم سب کو پاک کر دیا ہے۔“

جس کو اللہ پاک کر دے کیا اس میں کوئی خرابی آ سکتی ہے؟ وہ پاک عورتیں ہیں‘ اور جانے والے کون؟ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم‘ ان کو یہ حکم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں مت جانا‘

الا ان یؤذن لکم الی طعام

اگر کھانے کے لیے بلایا جائے یعنی کھانے کی کوئی دعوت ہو تو کھانے کے لیے جاؤ، اور پھر اس کے کیا آداب ہیں؟ پہلے سے جا کر نہیں بیٹھ جاؤ،

ولکن اذا دعیتم فادخلوا

"جب بلایا جائے اس وقت پہنچو۔"

پھر

فاذا طعمتم فانتشروا

"جب فارغ ہو جاؤ تو جلدی سے نکل جاؤ۔"

وہاں بیٹھ کر باتیں نہ شروع کر دو، بیٹھے مت رہو، اس کی وجہ سمجھ میں آئی؟ یہ حکم کیوں؟ وہاں تو پردہ ہے، پردہ سے کھلایا جا رہا ہے، پھر کیوں کہا جا رہا ہے کہ وقت سے پہلے مت جاؤ اور کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً نکل جاؤ، وہاں بیٹھ کر باتیں نہ کرو، مجلس بازی نہ کرو، بلکہ جلدی سے نکل جاؤ، نہ پہلے سے جا کر بیٹھو نہ بعد میں فارغ ہو کر بیٹھے رہو، کیوں؟ اس لیے کہ اگر مستورات آپس میں بات وغیرہ کریں گی تو ان کی آواز کان میں نہ پڑ جائے، کیا کوئی اور مطلب ہو سکتا ہے؟ یہ ادب اس لیے سکھا دیا کہ اگر زیادہ دیر رک کر وہاں بیٹھے رہے تو مستورات کی آواز کانوں میں پڑنے کا خطرہ ہے، اس لیے پس پردہ بھی بقدر ضرورت بیٹھو، ضرورت سے زائد نہ بیٹھو۔

قرآن کے باغیوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدمہ:

میں اس قرآن کے احکام بتا رہا ہوں جسے آپ لوگوں نے لڈو کھانے اور چائے پینے کا دھندا بنا رکھا ہے۔

اس قرآن کریم میں جتنے بھی حروف ہیں ان میں سے ایک ایک حرف پر آپ لوگوں نے "خوانیوں" میں کم از کم دس دس پیالی چائے پی ہوگی اور اتنے ہی لڈو کھائے ہونگے اور احکام

قرآنی پر عمل کرنا تو در کنار اتنی ''خوانیوں'' کے بعد بھی یہ جو احکام بتا رہا ہوں کبھی آج تک آپ نے سنے بھی ہیں؟ آپ تو بس سمجھتے ہیں کہ بڑا اچھا قرآن دیا ہے، قربان جاؤں اللہ تعالیٰ کے، یاد رکھیے! ایک روز حساب ہوگا، پوچھا جائے گا کہ قرآن کا کیا مقصد سمجھتے تھے؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں شکایت کریں گے:

یارب ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا (۲۵.۳۰)

''اے میرے رب! میری امت نے اس قرآن کو بالکل چھوڑ رکھا تھا۔''

للہ! سوچیے اس وقت آپ کے پاس کیا جواب ہوگا۔

بے پردہ عورتوں کے ہزاروں اللہ:

اس آیت پر بیان شروع ہوا تھا:

یا ایھا النبی اذا جائک المؤمنت یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادھن ولا یاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن و ارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم O (۶۰.۱۲)

''اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے پاس جب بیعت ہونے کے لیے مؤمن عورتیں آئیں تو ان چیزوں پر بیعت فرمائیں:

ان لا یشرکن باللہ شیئا.

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی۔''

ذرا پہلے ہی مرحلہ پر اپنا امتحان کر لیجیے، جو عورتیں یہ کہتی ہیں کہ چچازاد اور پھوپھی زاد سے پردہ ہوگا تو فلاں ناراض ہو جائیں گے، ماموں زاد اور خالہ زاد سے ہوگا تو فلاں ناراض ہو جائیں گے، دیور سے ہوا تو فلاں ناراض ہو جائیں گے، اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ

کسی ایک کو بھی شریک نہ کرو اور آج کل کی مسلمان کہلانے والیوں کے کتنے اللہ ہیں؟ چچازاد بھی اللہ، پھوپھی زاد بھی اللہ، ماموں زاد بھی اللہ، خالہ زاد بھی اللہ، دیور بھی اللہ، جیٹھ بھی اللہ، بہنوئی بھی اللہ، نندوئی بھی اللہ، یہ تو میں نے ہر ایک قسم میں سے ایک ایک گنوایا ہے، اور اگر کسی کے چچا دس ہوں اور ہر ایک کے دس بیٹے ہوں تو چچازاد ایک سو ہو گئے، اسی طرح ہر ایک قسم میں سے سو سالے لیں، تو تقریباً ایک ہزار اللہ تو یہی بن گئے، اور پھر چچا کیا کہے گا؟ چچی کیا کہے گی؟ ماموں کیا کہے گا؟ ممانی کیا کہے گی؟ پھوپھا کیا کہے گا؟ اور پھوپھی کیا کہے گی؟ ارے اللہ جانے کتنے اللہ بنیں گے۔

آج کے مسلمان میں ایمان کتنا ہے؟

و من الناس من یتخذ من دون اللّٰہ اندادا یحبونهم کحب اللّٰہ والذین امنوا اشد حبا للّٰہ (۱۶۵.۲)

’’بہت سے لوگ دنیا میں ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی بنسبت غیر سے زیادہ محبت ہے اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔‘‘

بڑی ہی اچھی اور بہت مفید بات اللہ تعالیٰ نے کہلوادی، ذرا اپنے ایمان کا محاسبہ کر لیجئے، فرمایا انہوں نے بہت سے اللہ بنا لیے ہیں، اور ان کے ساتھ ان کو محبت ہے، مگر جن کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوری دنیا کی بنسبت زیادہ محبت رکھتے ہیں، اب سوچئے! جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم شریعت کے مطابق پردہ نہیں کریں گے یا نہیں کر سکتے، ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ زیادہ محبت ہے یا اپنے خاندان والوں کے ساتھ زیادہ ہے؟ ذرا یہیں بیٹھے بیٹھے ایمان کا محاسبہ کیجئے اور فیصلہ کیجئے کہ ایمان کس درجہ میں ہے؟ بات کچھ دل میں اتر رہی ہے؟ اللہ کرے اتر جائے، اللہ تعالیٰ نے معیار بتا دیا کہ مؤمن وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پوری

دنیا کی بنسبت زیادہ محبت ہو' مگر لوگوں کی اکثریت ایسی ہے کہ انہوں نے بہت سے اللہ بنا رکھے ہیں' انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اتنی محبت نہیں جتنی دوسرے خداؤں کے ساتھ ہے' خاندان کے ساتھ محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا جارہا ہے' تو بتائیے کہ ایمان کہاں ہے؟

مسلمان کو قرآن سے نصیحت کیوں نہیں ہوتی؟

و ذکر فان الذکری تنفع المؤمنین O (۵۵.۵۱)

''آپ نصیحت کریں نصیحت مؤمنین کو ضرور فائدہ دیتی ہے۔''

اب ذرا سوچا جائے کہ آج کے مسلمان کو قرآن سے نصیحت کیوں نہیں ملتی؟ قرآن کی بات دل میں کیوں نہیں اترتی؟ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ نصیحت ضرور فائدہ دیتی ہے' اور حقیقت میں فائدہ ہو نہیں رہا تو سوچا جائے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد غلط تو ہو نہیں سکتا' پھر فائدہ کیوں نہیں ہوتا؟ اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں:

(۱) یا تو جو بات کہی جارہی ہے وہ نصیحت ہی نہیں' یعنی کہنے والے میں اخلاص نہیں' اگر کہنے والا اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں کہہ رہا' اس میں فکر آخرت نہیں' قلب میں درد نہیں' ویسے ہی رسم و رواج کے طور پر' دستور کے طور پر یا دکھلاوے کے لیے کہہ رہا ہے' تو اس کا کہنا نصیحت نہیں' اس لیے اس بات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

(۲) یا سننے والے مؤمن نہیں' نصیحت مؤمنین کو فائدہ دیتی ہے' اور صرف انہی کے دلوں پر اثر کرتی ہے' جس میں ایمان نہیں اس پر نصیحت کوئی اثر نہیں کرتی' سننے والوں میں ایمان کامل ہو' توجہ ہو' آخرت کی فکر ہو' ایمان کی خاطر سننے بیٹھے ہوں تو نصیحت فائدہ دے گی' اگر ان میں عمل کرنے کا ارادہ نہیں' طلب نہیں' تڑپ نہیں تو نصیحت فائدہ نہیں دے گی۔

دغاباز مسلمان:

بات دراصل یہ ہے کہ پردہ کی بات تو آج کے مسلمان کے دل میں اترتی ہی نہیں' نماز

کے لیے کہا جائے' پڑھ لیں گے' روزے رکھ لیں گے' صدقہ وخیرات بھی کر دیں گے' پنج سورہ بھی پڑھ لیں گے' میٹھی میٹھی باتوں پر عمل کر لیں گے' اللہ تعالی سے محبت کا دعوی تو لمبا چوڑا کریں گے لیکن ان کی نافرمانی نہیں چھوڑیں گے' یہ کڑوا گھونٹ حلق میں نہیں اترتا' خود غور کیجئے' سوچئے کہ اللہ تعالی کو دھوکا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے یا نہیں

؎

ساتھ غیروں کے میری قبر پر آتے کیوں ہو؟
تم جلاتے ہو مجھے تو جلاتے کیوں ہو؟

اگر جلانے کا دعوی کرتے ہو' محبت کا دعوی کرتے ہو تو پھر معصیت اور نافرمانی سے میرا دل کیوں دکھاتے ہو؟ ایک بچی اسکول کی کسی کتاب میں یہ شعر پڑھ رہی تھی ؎

نام پہ تیرے جان فدا ہو
کوئی نہ دل میں تیرے سوا ہو

یہ دھوکے کی باتیں ہیں یا نہیں؟ میں نے کہا کہ ان کے حال کے مطابق یہ شعر یوں ہونا چاہیے ؎

نام پہ تیرے جان فدا ہو
حکم نہ تیرا اک بھی ادا ہو

آج آپ لوگ یہ دعاء مانگ لیں کہ یا اللہ! قرآن کریم کے ساتھ جو دھوکے کا معاملہ چل رہا ہے اس سے تو ہماری حفاظت فرما' قرآن کی لذت عطاء فرما' قرآن کے ساتھ سچی محبت عطاء فرما' اس کے ساتھ تعلق عطاء فرما' اس کی حلاوت عطاء فرما اس کے احکام پر عمل کی توفیق عطاء فرما۔

قرآن سے محبت کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل ہونا چاہیے' یہ گولی نگلنا ہے

بہت مشکل، بڑی کڑوی ہے، چچا زاد سے پردہ، پھوپھی زاد سے پردہ، ماموں زاد سے پردہ، خالہ زاد سے پردہ، دیور سے پردہ، جیٹھ سے پردہ، بہنوئی سے پردہ، نندوئی سے پردہ، اس گولی پر کتنی ہی شکر چڑھا چڑھا کر نگلوائیں مگر پھر بھی نگلنا بہت مشکل ہے، ہاں! اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں تو کوئی مشکل نہیں، جب ان کی دستگیری ہوتی ہے تو پھر دل کی کایا پلٹ جاتی ہے اور یہ حالت ہو جاتی ہے۔

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مد نظر تو مرضی جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ کر تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہ چاہیے

مخلوق کی رضامندی جہنم سے نہیں بچا سکتی:

جن کے خوف سے، جن سے ڈر کر، جن کی مروت میں آپ پردہ نہیں کرتیں، تو کیا آپ کو جہنم میں جانے سے وہ لوگ روک لیں گے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ عذر صحیح ہوگا، قبول ہو سکے گا کہ میرا فلاں ناراض ہوتا تھا، فلاں ناراض ہوا تھا، فلاں کی محبت میں، فلاں کی مروت میں، فلاں کے خوف سے میں نے پردہ نہیں کیا تھا،

اذ تبرأ الذین اتبعوا من الذین اتبعوا ورأوا العذاب و تقطعت بهم الاسباب O (۲.۱۶۶)

وہ دن آنے والا ہے کہ جن لوگوں کے اتباع میں ہمارے احکام کی خلاف ورزی کی جاتی ہے، گناہ کا حکم دینے والوں اور ان کا اتباع کرنے والوں کے آپس کے تعلقات منقطع ہو جائیں گے، وہ ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے، وہاں چھوٹے یہ کہیں گے کہ بڑوں کی وجہ سے ہم نے پردہ نہیں کیا، اور بڑے کہیں گے کہ ہمارا ان پر بس تھوڑا ہی چلتا تھا، ہم تو گناہ

کی دعوت ہی دیتے تھے، گناہ تو یہ خود ہی کر رہے تھے، ہم نے ان سے زبردستی تو گناہ نہیں کروائے تھے، فرمایا:

> و قال الشیطن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطن الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلو مونی ولو موا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظلمین لهم عذاب الیم O (۱۴۔۲۲)
>
> ”اور جب تمام مقدمات فیصل ہو چکیں گے تو شیطان کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے سچے وعدے کیے تھے اور میں نے بھی کچھ وعدے تم سے کیے تھے سو میں نے وعدے تم سے خلاف کیے تھے اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے تم کو بلایا تھا سو تم نے میرا کہنا مان لیا تو تم مجھ پر ملامت مت کرو اور ملامت اپنے آپ کو کرو نہ میں تمہارا مددگار ہوں اور نہ تم میرے مددگار ہو میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس کے قبل مجھ کو شریک قرار دیتے تھے، یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

شیطان تو یہ کہہ دے گا: ”میری تم پر کوئی قدرت نہیں تھی، بس نہیں چلتا تھا، میں تو تبلیغ ہی کرتا تھا، تم نے اپنے اختیار سے برے عمل کیے، اس لیے اب تم مجھے ملامت نہ کرو، بلکہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرو، نہ میں تمہیں جہنم سے چھڑا سکتا ہوں اور نہ تم مجھے چھڑا سکتے ہو، تم نے جو مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں میرا حکم مانتے تھے، میں اس سے بیزار ہوں، یقیناً ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“ اب سارے اکٹھے ہی جہنم میں جائیں گے، دنیا میں بھی اکٹھے تھے، اور جہنم میں بھی اکٹھے ہی رہیں گے۔ یا اللہ! وہ دن آنے سے پہلے پہلے تو فکر آخرت عطاء فرما، یا اللہ! حساب و کتاب سے پہلے ہمارے قلوب میں تو اس

کی فکر عطاء فرما دے، اور ہمیں اپنی عاقبت بنانے کے لیے اپنے احکام پر عمل کی توفیق عطاء فرما دے۔

یہ ہے تو بڑی کڑوی گولی لیکن کسی نہ کسی طرح شکر چڑھا کر اسے نگل جایئے، اور نگلنے کے بعد پھر دیکھئے کیا مزا آتا ہے، ایک بار نگل جایئے، یا اللہ! تو نگلوا دے، کسی نہ کسی طرح سے نگلوا دے۔

دنیا میں جنت کے مزے کیسے حاصل ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی خاطر جو شخص دنیا کے تعلقات کو چھوڑ دیتا ہے اس کو دنیا ہی میں جنت کے مزے آ جاتے ہیں، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے، اپنے وطن آخرت کے لیے، آخرت کے عذاب سے بچنے کے لیے دنیا والوں کو چھوڑ دیا، ان سے منہ موڑ لیا وہ کامیاب ہو گیا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایسے سرور اور ایسی لذت سے نوازتے ہیں کہ دنیا بھر کی لذتیں اس کے سامنے گرد ہیں۔

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے! کمبخت تو نے پی ہی نہیں

ذرا پی کر تو دیکھو، ذرا اس کی لذت حاصل کر کے تو دیکھو، یا اللہ! تو ہمتیں بلند فرما دے، پردہ کی آیت سورہ نور میں نازل ہوئی اللہ کرے سورہ نور سے نور مل جائے، یا اللہ! تو سورہ نور سے ہمیں اپنا وہ نور عطا فرما جس کے سامنے دنیا بھر کے تعلقات و اعتراضات سب کافور ہو جائیں، ہمارے دلوں میں یہ نور اتار دے جو تمام ظلمات کو کافور کر دے، سورۂ نور میں عورتوں کو خاص طور پر خطاب فرما کر پردہ کے احکام بتائے گئے ہیں: ”اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مؤمن عورتوں سے بھی فرما دیجئے“ اب آپ یہ فیصلہ خود کر لیں کہ ”مؤمنات“ کی فہرست میں شامل ہیں یا نہیں؟ دلوں میں ایمان کی کوئی رمق ہے یا نہیں؟ یا اللہ! تو سب کو مؤمنین و مؤمنات کی

فہرست میں داخل کر دے، ایمان کامل عطا فرما، قرآن کریم پر اعتماد و اعتقاد عطاء فرما، عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔

آج کے مسلمان کا دل ڈاکو سے بھی سخت ہے:

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے مشہور بزرگ گذرے ہیں، یہ پہلے بہت بڑے ڈاکو تھے، ایسے خطرناک اور مشہور ڈاکو کہ قافلے ان کی خبر سن کر وہ راستہ چھوڑ دیتے تھے، ان کو کسی عورت سے عشق ہو گیا، اس عورت کو اس کے مکان سے اٹھا کر لے جانے کی غرض سے صحن کی دیوار پر چڑھے، اندر کوئی تلاوت کر رہا تھا، اس نے آیت پڑھی:

> **الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق (۵۷۔۱۶)**
>
> ”کیا ابھی ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کا ذکر اور قرآن کریم سن کر نرم ہو جائیں۔“

فضیل بن عیاض کے کان میں یہ آواز پڑی، ان کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ وہیں سے **بلی قد ان یا رب بلی قد ان یا رب** ”ہاں میرے رب وقت آ گیا، ہاں میرے رب وقت آ گیا“ پکارتے ہوئے واپس لوٹ آئے اور ایسی توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی محبت کا تعلق جوڑا کہ مشہور اولیاء اللہ کی صف میں جا پہنچے۔ ذرا غور کیجئے آج کے مسلمان کا دل اس زمانہ کے ڈاکوؤں کے دلوں سے بھی زیادہ سخت ہے کہ اس پر قرآن کا کوئی اثر نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ اس قوم پر رحم فرمائیں، اللہ تعالیٰ سے یوں دعاء کیا کریں کہ یا اللہ! تیری وہ رحمت جس نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل کی کایا پلٹ دی وہ رحمت ہمارے دلوں پر بھی نازل فرما۔

بے پردگی دین کی کھلی بغاوت ہے:

آج مسلمان کے دل میں نیکی کا معیار صرف یہ رہ گیا ہے کہ اوراد و وظائف اور نوافل و

تسبیحات زیادہ پڑھنے، یہ نفس اور شیطان کا دھوکا ہے نیکی کی بنیاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور بغاوت سے توبہ کی جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اتق المحارم تکن اعبد الناس (رواہ الترمذی)

"گناہوں سے بچو تو سب سے بڑے عابد شمار ہو گے۔"

خاص طور پر بے پردگی کا گناہ دوسرے گناہوں سے بہت زیادہ ہے اس لیے کہ:

(۱) یہ علانیہ گناہ ہے یعنی کھلی بغاوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

کل امتی معافی الا المجاھرین (رواہ البخاری ومسلم)

"میری پوری امت معافی کے لائق ہے مگر علانیہ گناہ کرنے والے معافی کے لائق نہیں۔"

دنیوی حکومتوں کے قانون میں بھی علانیہ بغاوت کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کیا جاتا پھر بغاوت کی سزا بھی کیا ہے؟ موت۔

(۲) بے پردگی کا گناہ صرف بے پردہ عورت تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کی وجہ سے جو بے حیائی اور بدمعاشی پھیلتی ہے پوری قوم اس کے دنیوی وبال اور اخروی عذاب کی لپیٹ میں آجاتی ہے، اس گناہ کے نتیجہ میں طرح طرح کے فتنے حتیٰ کہ قتل تک کی واردات کا عام مشاہدہ ہو رہا ہے۔

بے دین معاشرہ کا مقابلہ کرنے والے:

بے دین معاشرہ اور برے ماحول کے مقابلہ میں ہمت والوں کے حالات سے سبق حاصل کر کے ہمت بلند کریں، پہلے بتا چکا ہوں کہ بعض خواتین امریکا میں گاڑی چلایا کرتی تھیں اللہ تعالیٰ کی رحمت نے دستگیری فرمائی تو پردہ کی ایسی پابند ہو گئیں کہ آج کے مولویوں اور دیندار گھرانوں میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔

ایک خاتون کے میکے والے ہندوستان میں ہیں وہ عرصہ کے بعد ملنے گئیں اور بہنوئیوں سے پردہ کیا، بہنوں نے بہت خوشامد سے کہا کہ ہمارے شوہر ناراض ہو جائیں گے، اور سخت تکلیف پہنچائیں گے، ہماری زندگی تباہ ہو جائے گی، والدین نے بھی سمجھانے کی کوشش کی کہ بہنوں کی حالت پر رحم کھاؤ، بہنوئیوں سے پردہ مت کرو، اس خاتون کی ہمت دیکھئے جواب میں کہا کہ میں بہنوں کی دنیوی زندگی بنانے کے لیے اپنی عاقبت برباد نہیں کر سکتی اور بہنوئیوں کو راضی کرنے کے لیے اپنے مالک کو ناراض نہیں کر سکتی۔

ایک خاتون نے میرا صرف ایک وعظ ”زندگی کا گوشوارہ“ پڑھ کر لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے بہت سے گناہوں سے بچا لیا اور بہت سے گناہوں سے چھٹکارا ہمیشہ کے لیے حاصل ہو گیا، اللہ کے فضل و کرم سے میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ ان شاء اللہ آئندہ کسی غیر محرم کے سامنے نہیں جاؤں گی۔“ اللہ کی رحمت سے ان کے دل پر صرف ایک وعظ پڑھنے کا یہ اثر ہوا ہے، یا اللہ! تو ان وعظ سننے والیوں کے دلوں پر بھی یہی رحمت فرما۔

ایک بچی نے دس گیارہ سال کی عمر میں چچا زاد اور خالہ زاد وغیرہ قریب تر نامحرم رشتہ داروں سے پردہ کر لیا تو خاندان کے مردوں اور عورتوں نے سخت اعتراض کیا اور دھمکی دی کہ پورا خاندان تم سے کٹ جائے گا، بچی کا جواب سنئے اس نے بڑے جوش سے یہ اشعار پڑھے ؎

سارا جہاں ناراض ہو پروا نہ چاہیے
مد نظر تو مرضی جانانہ چاہیے
بس اس نظر سے دیکھ تو کر یہ فیصلہ
کیا کیا تو کرنا چاہیے کیا کیا نہیں چاہیے

یہ ہے کرامت، بھلا اس سے بڑھ کر کیا کرامت ہو سکتی ہے کہ اپنے مالک کی رضا جوئی کے لیے اپنے نفس کی تمام خواہشات اور دنیا بھر کے تمام تعلقات کو قربان کر دیا جائے، اس

کرامت کے سامنے ہوا میں اڑنے اور سمندر کی سطح پر چلنے جیسی کرامتوں کی کوئی حقیقت نہیں، کرامت کی روح یہ ہے کہ محبوب حقیقی کی محبت دل کی گہرائیوں میں اتر جائے جس کی بدولت دنیا بھر کے مقابلہ میں دین پر استقامت نصیب ہو جائے، یا اللہ! تو اپنی رحمت سے ہم سب کو اس کرامت سے نواز دے، یہ کرامت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامت جیسی ہے، ان کو ہر وقت ایسی عظیم کرامت حاصل تھی، اس لیے ان سے دوسری کرامتیں زیادہ منقول نہیں۔

ایسی باہمت خواتین کا ایک اور قصہ سنئے کسی نے ان کے حالات پرچہ میں لکھ کر دیئے ہیں، یہ پرچہ ہی سن لیجئے:

”آج خط لکھنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہوا ہے اپنے مرشد کے ہاتھ پر کہ میں زندگی کے آخری سانس تک گانے بجانے کی لعنت چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو اور تصویروں کی لعنت خواہ کسی کی ہو ہرگز نہ تو خود نہ کسی بچہ کو لانے دوں گا، نہ ایسے گھروں میں کسی بچہ یا بچی کا رشتہ کروں گا جن کے ہاں یہ لعنتیں ہوں گی، اور نہ کسی بچہ یا بچی کو اسکول کے دروازہ تک بھی جانے دوں گا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تین بیٹوں دو بیٹیوں کے رشتے میری خواہش کے مطابق ہوئے، لیکن ماحول نے ایسی تباہی مچادی کہ دوسرے رشتہ دار مثلاً بیٹوں کے سالے، سالیاں، ان کے سسر، ساس کے رشتہ دار اور میرے اپنے ہی بہت سے رشتہ دار میری راہ میں رکاوٹ بننا شروع ہو گئے، شرعی پردہ بھی درہم برہم ہونے لگا، اور دوسری رسومات بھی چوری چھپے ہونے لگیں، ویسے ہم گھر میں چھوٹے بڑے بیس افراد ہیں، ایک جگہ اکٹھے رہتے ہیں، اکٹھے ایک چولہے پر پکاتے کھاتے ہیں، کسی قسم کا آپس میں کبھی ساس بہو دیورانی جٹھانی کا کبھی کوئی جھگڑا آج تک نہیں ہوا، میرا یقین ہے کہ یہ میرے بزرگوں کی محبت کی برکت ہے، ایک طرف میں اکیلا دوسری طرف رشتہ داروں کا ٹولہ، کوئی کہتا ہے کہ دادا پردادا کی ساری رسمیں یہ کہاں کا مولوی آ گیا ختم کرنے والا، کوئی کہتا ہے ارے فلاں مولوی حافظ کے گھر ٹیلی ویژن ہے، یہ ایسی سخت پابندیاں لگاتا ہے، میرے آقا!

دل میں جو تکلیف ہوتی ہے جیب پھاڑ کر کس کو دکھاؤں؟ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے کے علاوہ اور میں اور کیا کیا کرتا رہا، کافی دن تک حضرت...... صاحب کی مجلس میں سارے گھر والوں کو لے جاتا رہا، لیکن بات نہ بنی ایک دن آپ کے ہاں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اسی سوچ و فکر میں بیٹھا تھا کہ اے میرے اللہ! اب میں کون سی تدبیر کروں؟ کیا کروں؟ میرے بس سے کام باہر ہوتا جا رہا ہے، میرے اللہ! اگر آپ میری مدد نہیں فرمائیں گے تو میں تباہ ہی ہو جاؤں گا، تھوڑی دیر سوچنے پر اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ آج ہی سب گھر والوں کو حضرت مفتی صاحب کی مجلس میں لاؤں، بس فوراً گھر گیا اور کہا میرے پیارے بیٹو بیٹیو! کیا آج مفتی صاحب کا بیان سننے کے لیے مفتی صاحب کے ہاں میرے ساتھ چلو گے؟ سب نے خوشی سے کہا، ہاں ابا! ضرور چلیں گے، میں نے کہا اچھا پھر تیاری کرو، عصر کی نماز وہاں پر پڑھنی ہے، سب لوگ آ گئے، اللہ تعالیٰ کو میری لاج رکھنی تھی، آپ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ آج گانے بجانے، تصویر کی لعنت اور شرعی پردہ پر بیان ہو، ایک خاتون کے خط کا حوالہ بیان فرما کر آپ نے بیان شروع فرمایا کہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ کی بات نہیں کرتا، اس دور کی ایک خاتون میرا مطبوع وعظ ''زندگی کا گوشوارہ'' پڑھ کر مجلس میں آئے بغیر توبہ کر لیتی ہے تو آنے والیاں نہیں کر سکتیں؟ میرے آقا! آپ بیان فرما رہے تھے اور میں دل ہی دل میں اتنا خوش ہو رہا تھا اور ایک سانس میں کئی کئی بار دل میں یوں کہتا تھا، اے اللہ! اے اللہ! تیرا کس زبان سے شکر ادا کروں، تو نے تو آج مجھ پر مہربانیوں کی بارش ہی برسا دی، بلکہ کئی دن تک چلتے پھرتے بھی یہی وظیفہ بنا رہا، کیونکہ میرے آقا! جب میں عشاء کے بعد گھر گیا تو میری بہو بیٹیاں توبہ کر چکی تھیں، چھوٹے چھوٹے دیوروں سے بھی پردہ کیے ہوئے تھیں، بس رنگ بدلا ہوا تھا، جس رنگ کے لیے میں برسوں کوششیں کرتا رہا وہ کام اللہ تعالیٰ نے آپ سے چند منٹوں میں کروا دیا، اور رنگ میں اضافہ ہی ہو رہا ہے، برکت ہی ہو رہی ہے، اب یہ میرے تینوں بیٹوں کی بیویاں اور ایک میری

بچی جس کی عمر گیارہ برس دس مہینے ہے بار بار کہتی ہیں کہ ابا بہت ہی دل چاہتا ہے کہ مفتی صاحب سے اصلاحی تعلق قائم کرلیں، میں ٹالتا رہتا ہوں کہ مرید مردہ کے مانند ہوتا ہے، مریدنی بن کر اپنی مرضی سے کوئی رسم خوشی غمی کی نہیں کرسکوگی، اگر ایسا کیا تو پھر رشتہ ٹوٹ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں، خوب سوچ لو، لیکن یہ کہتی ہیں کہ ہم تو سب کچھ قربان کر چکے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ آخری سانس تک نبھائیں گے، انہوں نے آج مجھے خط لکھنے پر مجبور کردیا، یہ کہتی ہیں کہ ہمیں تو اتنی محبت ہوگئی ہے کہ جمعہ کے دن بھی مجلس میں ہم کو حصہ مل جائے تو بڑے خوشی ہوگی، میں نے ان سے آج وعدہ کرلیا ہے کہ آج ان شاء اللہ بعد نماز ظہر حضرت جی کی خدمت میں خط پیش کردوں گا۔“

ہمت کے لیے ایسے واقعات دیکھ کر اور سن کر سوچا کریں کہ آخر یہ خواتین بھی تو اسی ماحول اور اسی معاشرہ میں ہیں، جس میں آپ ہیں، پھر ان کو تو ہمت ہوگئی مگر آپ کو ہمت کیوں نہیں ہو رہی؟ آخرت میں اس کا کیا جواب ہوگا؟

ان باہمت خواتین کے حالات سے سبق حاصل کرنے کے ساتھ یوں دعاء بھی کیا کریں

یا اللہ! جو رحمت تو نے ان خواتین کے دلوں پر نازل فرمائی وہ ہمارے دلوں پر بھی نازل فرما۔ یا اللہ! تیری وہ دستگیری جس نے ان خواتین کے دلوں کو اتنا مضبوط بنادیا ہے کہ ان کی نظر میں دنیا بھر کے تعلقات کی کوئی وقعت نہیں رہی، ہمارے ساتھ بھی ایسی دستگیری فرما، یا اللہ! ان خواتین کے دلوں میں جو تو نے اپنی محبت کی ایسی دولت اور ایسی لذت عطا فرمائی ہے کہ اس پر دنیا بھر کی محبتیں اور دنیا بھر کی تمام لذتیں قربان ہوجائیں، تیری اس رحمت کے صدقے سے تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں بھی اپنی محبت کی یہ دولت اور لذت عطا فرما۔

دینی مسائل سے لوگوں کی غفلت:

بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ مسئلہ تو ہم نے پہلے کبھی سنا ہی نہیں، سنیں بھی کیسے؟

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

وہ ایسے کہہ دیتے ہیں جیسے پیدا ہونے کے بعد کسی خانقاہ میں پلتے رہے ہوں' بیس سال دینی مدرسہ میں اور پچیس سال گزار دیے خانقاہ میں اور علماء کی صحبت میں بیٹھ کر مسئلے سیکھتے رہے' اور کتنی ہی کتابیں ہم نے مسائل کی پڑھ ڈالیں' پھر بھی ہم نے یہ مسئلہ نہیں سنا' کوئی ایسی بات ہوتی تو کوئی کہہ بھی' ذرا سوچئے! زندگی کیسے گذر رہی ہے؟ بے دین لوگوں کو چھوڑیئے' دیندار لوگوں کو بھی مسئلہ پوچھنے کی توفیق ہوتی ہے؟ اور پوچھیں گے تو کیا؟ ''وراثت''۔ والد کا انتقال ہو گیا ہمیں وارثت میں کتنا حصہ ملے گا؟ یا پوچھیں گے تو کیا؟ ''طلاق''۔ تین طلاقیں دے کر بیوی خود ہی حرام کرلی پھر ہم سے پوچھنے آتے ہیں' بھلا ہم حرام کو کیسے حلال کر دیں؟ بس یہی دو مسئلے رہ گئے ہیں' وراثت کا اور طلاق کا' باقی اسلام سے کوئی مطلب نہیں' سو ان لوگوں کو کیا معلوم کہ مسائل کیا ہوتے ہیں' ہاں جب ان کو مسئلہ بتائیں تو کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ تو ہم نے کبھی سنا ہی نہیں' سنو گے کب؟ جب دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں' آخرت کی فکر ہی نہیں تو مسئلہ کیسے سنو گے؟

بدنظری کی حرمت پر اشکال کا جواب:

میں ایک بار حسب معمول باغ میں تفریح کے لیے گیا تو وہاں ایک شخص نے اشکال پیش کیا کہ غیر محرم عورت کی طرف نظر سے کیوں روکا جاتا ہے جبکہ اس میں کوئی ایسا عمل نہیں جس سے کسی کی کسی چیز میں داخل اندازی ہو اور اسے نقصان پہنچتا ہو' جیسا کہ چور جب تک کسی کے مال پر دست درازی نہیں کرتا اس وقت تک اس پر کوئی گرفت نہیں۔

میں نے انکو سمجھایا تو بفضلہ تعالیٰ بات ان کی سمجھ میں آ گئی اور وہ مطمئن ہو گئے' میں نے ان کو حرمت نظر کی پانچ وجوہ بتائیں۔

حرمت نظر کی پانچ وجوہ:

پہلی وجہ:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم سمجھ میں آئے یا نہ آئے اور اس کی حکمت معلوم ہو سکے یا نہ ہو سکے بہر حال بندہ پر بلا چون و چرا اس کی تعمیل فرض ہے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرم عورت کو دیکھنے سے بہت سختی سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصر ھم و یحفظوا فروجھم، اس کے بعد عورتوں کو مستقل خطاب ہے: و قل للمؤمنت یغضضن من ابصر ھن و یحفظن فروجھن،

اس آیت پر مفصل بیان ہو چکا ہے، اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنئے، اس مضمون کی حدیثیں بہت زیادہ ہیں، صرف چند حدیثیں بیان کرتا ہوں:

(۱) نظر شیطان کا زہریلا تیر ہے، جس کی کسی غیر محرم پر نظر پڑی اور اس نے اپنے اللہ کے خوف سے فوراً نظر ہٹالی اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان کی حلاوت پیدا فرماتے ہیں (رواہ الطبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد)

(۲) جس نے غیر محرم سے نظر پھیر لی اس پر انعام کے طور پر اللہ تعالیٰ اس کو ایسی عبادت سے نوازتے ہیں جس کی حلاوت اس کے قلب میں محسوس ہوتی ہے۔ (رواہ احمد والطبرانی)

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

> ”عورت کے مزین لباس کو دیکھنا منع ہے، اس لیے کہ اس سے قلب میں شہوت پیدا ہوتی ہے۔“

شیطان کا اثر انسان کے تین اعضاء پر بالترتیب ہوتا ہے، آنکھ، دل، شرمگاہ یعنی نظر سے

دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے اور وہ بدکاری تک پہنچاتی ہے۔

(۳) بدنظری آنکھ کا زنا ہے (رواہ البخاری و مسلم)

(۴) بروز قیامت ہر آنکھ روئے گی مگر جو بدنظری سے بچی، اور جو اللہ کی راہ میں جاگی اور جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکلا (رواہ الاصبہانی بحوالہ الترغیب والترغیب)

(۵) تم چھ چیزوں کی پابندی کرو تو میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہوں:

(۱) جھوٹ نہ بولو (۲) امانت میں خیانت نہ کرو (۳) وعدہ خلافی نہ کرو (۴) آنکھوں کی حفاظت کرو (۵) ناجائز کاموں سے ہاتھوں کو روکو (۶) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (رواہ احمد و ابن حبان فی صحیحہ)

(۶) ایک شخص چلتے چلتے کسی عورت کو دیکھ رہا تھا، سامنے دیوار سے ٹکر لگی، ناک ٹوٹ گئی، اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس وقت تک خون نہیں دھوؤں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا یہ قصہ نہیں بتا لیتا، چنانچہ اس نے حاضر خدمت ہو کر اپنا قصہ بتایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تیرے گناہ کی سزا ہے (درمنثور، روح المعانی)

(۷) ایک بار امہات المومنین رضی اللہ عنہن میں سے حضرت ام سلمہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں، اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو پردہ کا حکم فرمایا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یہ تو نابینا ہیں، ہمیں نہیں دیکھ رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم دونوں بھی نابینا ہو، کیا تم انہیں نہیں دیکھ رہیں؟ (رواہ الترمذی و ابوداود)

یہ نفوس مقدسہ جن کے تقدس کی شہادت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دی ہے ان کو ایسے پردہ کا حکم دیا جا رہا ہے۔

دوسری وجہ:

جس طرح ہاتھ، پاؤں، زبان، کان وغیرہ ظاہری اعضاء کے گناہ ہیں اسی طرح دل کے بھی بہت سے گناہ ہیں، مثلاً کبر، عجب، ریاء وغیرہ، اسی طرح غیر محرم عورت کو دیکھے بغیر صرف اس کے تصور سے لذت حاصل کرنا دل کا گناہ ہے، اور دیکھنے میں آنکھ اور دل کا گناہ ہے۔

تیسری وجہ:

جو کام کسی دوسرے حرام کام کا ذریعہ بن سکتا ہو وہ بھی حرام ہے، نظر سے شہوت پیدا ہوتی ہے جو بدکاری تک پہنچاتی ہے، بسا اوقات درجہ عشق تک پہنچ جاتی ہے جس سے آخرت کی بربادی کے علاوہ دنیا کی بربادی کے بھی بے شمار واقعات کا مشاہدہ ہو رہا ہے، قرآن کریم کی آیت اور حدیثیں جو میں نے پڑھی ہیں ان میں بھی یہی حقیقت بیان کی گئی ہے کہ غیر محرم کو دیکھنے سے بدکاری پیدا ہوتی ہے۔

چوتھی وجہ:

عقلی لحاظ سے بھی یہ قاعدہ عین معقول اور پوری دنیا کا مسلمہ ہے کہ جرم تک پہنچنے کا ذریعہ بھی جرم ہے، چنانچہ حفاظت مال کے لیے اس کو غیر سے بچایا جاتا ہے، صرف غیر کی نظر ہی سے نہیں بلکہ انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی کو کسی قسم کا علم تک بھی نہ ہو، جب مال کی حفاظت کے لیے اس کو غیر کی نظر سے بلکہ غیر کے علم سے بچانا ضروری سمجھا جاتا ہے تو عزت اور دین کی حفاظت کے لیے یہ کیوں ضروری نہیں؟ غیر کی نظر سے جس قدر مال کی حفاظت ضروری ہے اس سے کئی گنا زیادہ نظر غیر سے عورت کی حفاظت ضروری ہے، جس کی چند وجوہ ہیں:

(۱) عزت اور دین کی حفاظت مال کی حفاظت سے بدرجہا زیادہ ضروری ہے۔

(۲) مال کو چور لے گیا اور پھر وہ واپس مل گیا تو اس میں کوئی نقص نہیں آیا، مگر عورت کو کوئی لے اڑا تو کیا واپسی کے بعد اس کا عیب جاتا رہا؟

(۳) مال میں خود اڑنے کی صلاحیت نہیں، اسے پر کسی کی نظر پڑ جائے تو وہ اپنے اختیار سے خود بھاگ کر اس کے پاس نہیں جا سکتا، مگر عورت بسا اوقات نظر کے اثر سے خود ہی اڑ جاتی ہے۔

پانچویں وجہ:

شریعت نے ہر ایسی چیز کو حرام قرار دیا ہے جو صحت کے لیے مضر ہو، غیر محرم کی طرف دیکھنے سے صحت تباہ ہو جاتی ہے، دل، دماغ، اور اعصاب پر بہت برا اثر پڑتا ہے، مالیخولیا اور جنون تک کے واقعات کا مشاہدہ ہے، مردوں میں جریان منی، سرعت انزال، نامردی اور عورتوں میں سیلان رحم (لیکوریا) اور بانجھ پن جیسے موذی امراض اسی بے پردگی اور بدنظری کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔

پردہ کی مخالفت کا اصل راز:

بے دین معاشرہ میں پردہ کی مخالفت کا اصل راز نظارہ بازی کا مبادلہ ہے شوہر کو بیوی پر قناعت نہیں اور بیوی کو شوہر پر قناعت نہیں، مرد بیوی اور بیٹیوں کو اس لیے پردہ نہیں کرواتا کہ پھر دوسرے بھی اس سے پردہ کروائیں گے، تو یہ لذت دیدار سے محروم ہو جائے گا، علاوہ ازیں بیوی اور بیٹیوں کے اس اعتراض بلکہ احتجاج سے بھی ڈرتا ہے کہ خود تو ہر وقت نئے سے نئے مزے اڑا رہا ہے اور ہمیں ان لذتوں سے روک رہا ہے۔ بے دین عورتیں بھی اسی لیے پردہ کی مخالف ہیں کہ وہ مختلف مردوں سے نظر بازی کی لذت سے محروم ہو جائیں گی، نامحرم مرد و عورت ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہی پانی بہانے لگتے ہیں جس کی وجہ سے شہوت بہت تیز ہو جاتی ہے اور جنسی قوت تباہ ہو جاتی ہے۔ دنیا میں یہ کتنا بڑا عذاب ہے اور آخرت کا

عذاب تو بہت ہی بڑا ہے۔

ایسی شرمناک حقیقت اس لیے بتا رہا ہوں کہ شاید کسی کو شرم آ جائے اور ایسی بے شرمی سے توبہ کر کے دنیا و آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔ واللہ! دل پر پتھر رکھ کر بتا رہا ہوں۔ ایسی بے حیائی کی باتیں از خود نہیں کہہ رہا بلکہ بے دین اور بے حیا معاشرہ مجھ سے کہلوا رہا ہے' یہ بے حیائی دیکھ کر میرے دل میں درد اٹھتا ہے جو ایسی باتیں بتانے پر مجبور کر رہا ہے کہ شاید یہی کسی کی ہدایت اور دنیا و آخرت کے عذاب سے نجات کا ذریعہ بن جائے' میں تو زبان سے بتاتے ہوئے بھی شرم و حیا سے پانی پانی ہو رہا ہوں مگر آج کے مسلمان کو ایسی بے حیائی کے کام کرنے سے بھی حیا اور شرم نہیں آتی۔ فکر آخرت نہیں تو کم از کم کچھ انسانی غیرت اور شرم و حیا ہی ہوتی۔ یا اللہ! تو ہی اس قوم کو ہدایت دے۔

چند اشکال اور ان کے جواب:

آخر میں پردہ کے بارے میں عام پیدا ہونے والے کچھ اشکالات کے جوابات سمجھ لیجیے:

بچپن میں ساتھ رکھنے سے پردہ معاف نہیں ہوتا:

(۱) بعض خواتین کہتی ہیں کہ ہم نے تو اپنے دیوروں کو بچپن سے پالا ہے اس لیے ہم تو ان کی ماں جیسی ہیں' ان سے کیا پردہ؟ اسی طرح بعض مرد کہتے ہیں کہ فلاں لڑکی تو میری بیٹی کی طرح ہے' یا لڑکی کہتی ہے کہ فلاں شخص تو میرے ابا کی عمر کا ہے اس سے بھلا کیا پردہ؟

اس قسم کے خیالات دین سے بے فکری اور جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں' قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ایسے فریب کام نہیں دیں گے' میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح اور صاف صاف احکام سنا چکا ہوں' کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کی عورتوں کے لیے والد کی طرح نہیں تھے؟ پھر پردہ کا حکم کیوں فرماتے تھے؟ ایسے کھلے احکام

میں بہانہ تراشی وہی شخص کر سکتا ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور فکر آخرت سے بالکل خالی ہو۔

آج کے مسلمان کی مکاری:

میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے انسان کی عقل بھی مسخ ہو جاتی ہے، گناہوں کا وبال عقل پر ایسا پڑتا ہے کہ پھر موٹی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی، چنانچہ اسی جہالت کو دیکھ لیں، اگر کسی میں ذرا سی بھی عقل ہو تو وہ کبھی ایسی جہالت کی بات نہیں کہہ سکتا، عقل کا فیصلہ تو یہ ہے کہ جب ان سے نکاح درست ہے تو پردہ کیوں نہیں؟ مگر یہ عیار مسلمان ویسے تو کسی کو بیٹی، کسی کو ماں اور کسی کو بہن بنائے رکھتا ہے مگر جب ان میں سے کسی سے شادی کا شوق ہو جائے تو اس کے لیے سب کچھ حلال ہو جاتا ہے۔

اگر ایسی مثالوں سے پردہ معاف ہو جائے تو دنیا میں پردہ کا حکم کہیں بھی نہیں رہے گا اس لیے کہ ہر مرد و عورت میں عمر کے لحاظ سے کسی نہ کسی رشتہ کی مثال موجود ہے، عمر کے لحاظ سے مرد اور عورت دونوں آپس میں یا باپ بیٹی جیسی ہوں گے یا ماں بیٹے جیسے یا بھائی بہن جیسے، بس پھنسی ہوئی بات وہی ہے جو میں نے بتائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نافرمانوں کی عقل کو اندھا کر دیتے ہیں۔ پھر وہ ایسی موٹی بات سمجھنے کے قابل بھی نہیں رہتی۔

بوڑھوں سے پردہ کی زیادہ ضرورت:

(۲) جب کوئی شخص بوڑھا ہو جائے تو سمجھتے ہیں کہ اب اس سے پردہ کی ضرورت نہیں۔

یہ بھی سراسر جہالت ہے، کسی عمر میں بھی قطعی طور پر یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ اب اس میں قوت باہ بالکل نہیں رہی، بالفرض قوت باہ نہ رہی تو کیا بوس و کنار کی قوت بھی نہیں رہی، دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں کہ عملاً بالکل صفر ہونے کے باوجود لپٹے رہتے ہیں، بڑھاپے میں اعصابی کمزوری کی وجہ سے قوت ضبط کم ہو جاتی ہے، اس لیے اس قسم کے خطرات

جوانوں کی بنسبت بوڑھوں سے زیادہ ہیں، اگر کوئی بوڑھا دست درازی نہ بھی کرے تو دل ہی دل میں مزا لیتا ہی رہے گا اور یہ بھی کبیرہ گناہ ہے، اور جو عورت اس کے سامنے بے پردہ آئی چونکہ اس نے اس کو اس کبیرہ گناہ میں مبتلا کیا اس لیے وہ بھی سخت گناہ گار ہوئی، خوب سمجھ لیجئے، بڑھاپے سے صرف عملی قوت ختم ہو جاتی ہے دل کی شہوت ختم نہیں ہوتی بلکہ وہ تو اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔

اسی تفصیل پر بوڑھی عورت کو قیاس کر لیں، عورت خواہ کتنی ہی بوڑھی ہو جائے اور کیسی ہی ناقابل عمل ہو جائے، اس کے دل سے شہوت ختم نہیں ہوتی، جب یہ کسی جوان مرد کو دیکھے تو کچھ بعید نہیں کہ دل للچانے لگے جو گناہ کبیرہ ہے، یہ جو میں نے کہہ دیا کہ عورت بڑھاپے کی وجہ سے ناقابل عمل ہو جائے، یہ صرف ایک مفروضہ کے طور پر کہہ دیا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عورت کسی عمر میں بھی ناقابل عمل ہرگز نہیں ہو سکتی، اس لیے حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی دوررس نگاہ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ عورت خواہ کتنی ہی بوڑھی کیوں نہ ہو اس کے لیے بلا محرم سفر کرنا جائز نہیں، کیا عجیب جملہ فرمایا:

لکل ساقطة لا قطة.

”ہر گری پڑی چیز کو دنیا میں کوئی نہ کوئی اٹھانے والا موجود ہے۔“

قرآن کریم میں سورہ نور میں فرماتے ہیں:

والقواعد من النساء التی لا یرجون نکاحا فلیس علیهن جناح ان یضعن ثیابهن غیر متبرجت بزینة و ان یستعففن خیر لهن والله سمیع علیم O (۲۴. ۶۰)

اس سے بوڑھی عورتوں کے لیے صرف اتنی رخصت نکلتی ہے کہ ان پر چہرہ کا پردہ فرض نہیں، اس لیے ان کی طرف کسی غیر محرم مرد کی نظر سے کسی قسم کے فتنہ کا کوئی اندیشہ نہیں، اس کے باوجود ارشاد ہے: **غیر متبرجت بزینة** یعنی ان کے لیے بھی اپنی زیب و زینت غیر محرم

مردوں کے سامنے ظاہر کرنا جائز نہیں، پھر آگے ارشاد ہے:

و ان یستعففن خیر لھن.

یعنی ان کے لیے بھی چہرہ کی بے پردگی سے پرہیز ہی بہتر ہے، ذرا غور کیجئے کہ جب فتنہ کا کوئی اندیشہ نہ ہونے کی حالت میں یہ احکام ہیں تو جن مواقع میں فتنہ کا خطرہ ہو وہاں کیا حکم ہوگا؟ بوڑھی عورت کا غیر محرم مرد کے ساتھ تنہائی میں ایک جگہ جمع ہونا، اس کے ساتھ سفر کرنا، اس کے ساتھ بے حجابانہ اختلاط اور بات چیت کرنا، اس کی طرف بلا ضرورت دیکھنا یہ سب کام حرام ہیں، اس لیے ان میں فتنہ کا خطرہ موجود ہے، جس کی تفصیل ابھی بتا چکا ہوں۔

نامحرم کی طرف دلی رغبت بھی حرام ہے:

میری اس تقریر پر کہ دل کی رغبت پر بھی مواخذہ ہے، شاید کسی کو اشکال ہوا ہو کہ دل کی رغبت تو غیر اختیاری ہے، اس پر مواخذہ اور عذاب کیوں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دل کی رغبت کے اسباب و مقدمات اختیاری ہیں، اس لیے یہ رغبت بھی اختیاری ہی کے حکم میں ہے، دل کی شہوت کے اسباب و مقدمات اختیاری ہیں، اس لیے یہ رغبت بھی اختیاری ہی کے حکم میں ہے، دل کی شہوت کے اسباب و مقدمات جو اختیاری ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ غیر محرم کو قصداً دیکھنا۔

۲۔ غیر محرم پر ابتداءً غیر ارادی نظر پڑی مگر نظر کو فوراً ہٹایا نہیں بلکہ قصداً دیکھتا رہا۔

۳۔ غیر ارادی نظر کو فوراً ہٹا لیا مگر دل میں اس کے خیال کو قائم رکھا، یعنی قصداً سوچتا رہا۔

۴۔ بدوں دیکھے غائبانہ ہی غیر محرم کا تصور قصداً دل میں لا کر اس سے لذت حاصل کر رہا ہے۔

یہ چاروں چیزیں اختیاری ہیں، اس لیے حرام ہیں۔

البتہ اگر کسی غیر محرم پر غیر ارادی طور پر اچانک نظر پڑ گئی اور اس کو فوراً ہٹا لیا اس کے

باوجود غیر اختیاری طور پر اس کا اثر دل پر ہو گیا، اسے قصداً دل میں بٹھایا نہیں اور اپنے اختیار سے نہیں سوچ رہا بلکہ گندے خیال کو دل سے نکالنے کی کوشش کر رہا ہے، اس پر کوئی مواخذہ نہیں، خواہ یہ خیال آ کر فوراً نکل جائے یا بلا اختیار بار بار کھٹکتا رہے، دونوں صورتوں میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ اس کو قصداً نہ سوچے۔

بزرگوں سے زیادہ پردہ کی ضرورت ہے:

(۳) بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ بزرگوں سے بالخصوص اپنے پیر سے پردہ کی ضرورت نہیں، شاید یہ لوگ انہیں نامرد سمجھتے ہیں۔

یہ بہت سخت جہالت ہے، بزرگوں میں تو لطافت مزاج کی وجہ سے شہوت اور بھی زیادہ تیز ہوتی ہے، اور عفت کی وجہ سے قوت باہ بھی زیادہ ہوتی ہے، البتہ ان میں نفس پر ضابطہ رکھنے کی ہمت ہوتی ہے، اس کے باوجود ان کے سامنے بے پردہ جانے میں چار گناہ ہیں:

۱۔ شریعت کے حکم کی مخالفت، میں پہلے بتا چکا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی خواتین کو پردہ کرنے کا حکم تھا، خواتین بھی کیسی؟ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن، کیا کوئی بزرگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بلند مقام پر پہنچ سکتا ہے؟

۲۔ قصداً شہوت انگیزی کے مواقع فراہم کرنا، یہ حقیقت بتا چکا ہوں کہ بزرگوں میں دوسروں سے زیادہ شہوت ہوتی ہے۔

۳۔ بے پردہ سامنے جانے والی عورت کے دل میں رغبت پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔

۴۔ بسا اوقات یہ رغبت ابتلاء کا سبب بن جاتی ہے، بالخصوص یہ عذاب ان لوگوں پر آتا ہے جو اپنے نفس کو خطرہ سے محفوظ سمجھتے ہیں، جیسا کہ ایک بزرگ کے پاس باندی چھوڑنے کا قصہ بتا چکا ہوں۔

یہ حقیقت بھی خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ جو بزرگ یا پیر عام عورتوں یا خاص

مریدنیوں کو بے پردہ سامنے آنے سے نہیں روکتا، وہ بزرگ ہرگز نہیں ہوسکتا، درحقیقت وہ بزرگ کی صورت میں بھیڑیا ہے۔

مدت تک بے پردہ رہنے سے پردہ معاف نہیں ہوتا:

(۴) بعض عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں سے مدت تک پردہ نہیں کیا، ان کے سامنے آتے رہے، وہ ہماری شکل وصورت کو خوب اچھی طرح دیکھ چکے ہیں، اب ان سے پردہ کرنے کا کیا فائدہ؟ یا کہتی ہیں کہ جوانی میں تو پردہ کیا نہیں اب بڑھاپے میں کیا پردہ کریں؟

یہ بھی بے سمجھی کی بات ہے، اگر کوئی سالہا سال کسی گناہ میں مبتلا رہے تو وہ گناہ اس کے لیے حلال نہیں ہوجاتا، بلکہ اس پر تو فرض ہے کہ اور بھی زیادہ توجہ سے مالک کے سامنے خوب گڑگڑا کر توبہ کرے، ساری عمر گناہوں میں گذاردی تو اب بڑھاپے میں جبکہ قبر میں پہنچنے والے ہیں، حساب وکتاب بہت قریب ہے، بہت جلد ہی مالک کے سامنے پیشی ہونے والی ہے، اب تو توبہ کرلو ۔

ظالم ابھی ہے فرصت توبہ نہ دیر کر
وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

اچانک نظر پڑ جانے سے پردہ معاف نہیں ہوتا:

(۵) بعض خواتین کہتی ہیں کہ فلاں رشتہ دار کی کئی بار مجھ پر اچانک نظر پڑ گئی ہے، اب اس سے پردہ کا کیا فائدہ؟ یہ تو بہت بڑی حماقت ہے اگر کسی کے سامنے اچانک ستر کھل جائے تو کیا کوئی احمق سے احمق عورت بھی اس سے یہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ اب اس سے ستر چھپانے کی ضرورت نہیں اس لیے اس کے سامنے ننگی پھرتی رہے۔

بلا قصد غیر اختیاری طور پر کوئی غلطی ہوجانے کے بعد اپنے اختیار سے قصداً وہ گناہ کرنا جائز نہیں، بلکہ پہلے بتا چکا ہوں کہ اگر قصداً بھی کسی گناہ میں ابتلاء رہا اور سالہا سال

اس گناہ میں مبتلا رہے تو بھی یہ گناہ حلال نہیں ہوتا بلکہ اس سے توبہ کرنے کی فکر تو بہت زیادہ ہونا چاہیے۔

شرعی پردہ کے لیے الگ مکان ضروری نہیں:

(۶) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم کئی بھائی یا بہت سے رشتہ دار ایک ساتھ ایک ہی مکان میں رہتے ہیں، الگ مکان لینے کی گنجائش نہیں اس لیے پردہ مشکل ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی پردہ کے لیے الگ مکان لینے کی کوئی ضرورت نہیں، شریعت بہت آسان ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں پر بہت وسیع ہے، وہ بندوں کو تکلیف اور تنگی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتے، بلکہ راحت و سہولت میں رکھنا چاہتے ہیں، شرعی پردہ کے بارے میں ان کی دی ہوئی سہولتوں اور کرم نوازی کی تفصیل سنیں، رحمت ہی رحمت ہے، رحمت ہی رحمت، سراپا رحمت، اگر کسی کے دل میں ذرہ بھر بھی احساس ہو تو اس رحیم و کریم کی مہربانیوں، کرم نوازیوں اور احکام میں دی ہوئی سہولتوں پر قربان ہو جائے اور مر مٹنے کے لیے بے تاب ہو جائے، یا اللہ! تو سب کے دلوں کو احساس اور اپنی ایسی محبت سے منور فرما، شکر نعمت سے معمور فرما، ناقدری اور ناشکری سے حفاظت فرما، تیری وہ رحمت جس کی وجہ سے تو نے ایسے آسان احکام دیئے، اسی رحمت کے صدقہ سے تجھ سے شکر نعمت کی توفیق طلب کرتے ہیں، سب کے دلوں پر اپنی وہی رحمت نازل فرما۔

شرعی پردہ میں شرعی آسانیاں:

اب رب کریم کی کرم نوازی اور رحمت کی تفصیل سنئے:

(۱) ایسے حالات میں خواتین ذرا ہوشیار رہیں، بے پردگی کے مواقع سے حتی الامکان بچیں، لباس میں احتیاط رکھیں بالخصوص سر پر دوپٹہ رکھنے کا اہتمام رکھیں۔

(۲) مرد آمد و رفت کے وقت ذرا کنکھار کر خواتین کو پردہ کی طرف متوجہ کر دیں،

بعض خواتین شکایت کرتی ہیں کہ ان کے غیر محرم رشتہ دار سمجھانے کے باوجود گھر میں کنکھار کر آنے کی احتیاط نہیں کرتے، اچانک سامنے آجاتے ہیں، آمد و رفت کا یہ سلسلہ ہر وقت چلتا ہی رہتا ہے، ان سے پردہ کرنے میں ہمیں بہت مشکل پیش آتی ہے، ایسے حالات میں خواتین جتنی احتیاط ہو سکے کریں، اسے جہاد سمجھیں، جتنی زیادہ مشقت برداشت کریں گی اتنا ہی اجر زیادہ ہوگا۔

(۳) غیر محرم مرد کی آمد پر خواتین اپنا رخ دوسری جانب کرلیں۔

(۴) اگر رخ دوسری جانب نہ کر سکیں تو سر سے دوپٹہ سرکا کر چہرہ پر لٹکا لیں۔

(۵) بلا ضرورت شدیدہ غیر محرم سے بات نہ کریں۔

(۶) کسی غیر محرم کی موجودگی میں خواتین آپس میں یا اپنے محارم کے ساتھ بے حجابانہ بے تکلفی کی باتوں اور ہنسی مذاق سے پرہیز کریں۔

(۷) ان احتیاطوں کے باوجود اگر کبھی اچانک کسی غیر محرم کی نظر پڑ جائے تو معاف ہے، بلکہ اس طرح بار بار بھی نظر پڑتی رہے، ہزار بار اچانک سامنے ہو جائے تو بھی سب معاف ہے، کوئی گناہ نہیں، اس سے پریشان نہ ہوں، جو کچھ اپنے اختیار میں ہے اس میں ہرگز غفلت نہ کریں اور جو اختیار سے باہر ہے اس کے لیے پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ اس پر کوئی گرفت نہیں، ہزاروں بار بھی غیر اختیاری طور پر ہو جائے تو بھی معاف، وہاں تو معافی ہی معافی ہے۔ دیکھیے رب کریم کا کتنا بڑا کرم ہے، مگر ان کی اس مہربانی اور معافی کو سن کر نڈر اور بے خوف نہ ہو جائیں جس حد تک احتیاط ہو سکتی ہے اس میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کریں، ورنہ خوب سمجھ لیں کہ جس طرح وہ رب کریم شکر گزار اور فرمانبردار بندوں پر بہت مہربان ہے، اسی طرح ناقدروں، ناشکروں اور نافرمانوں پر اس کا عذاب بھی بہت سخت ہے۔

ہم پانچ بھائی ہیں، بسا اوقات رمضان المبارک کا مہینہ والدین کے ساتھ

گذارنے کے لیے سب بھائی بیوی بچوں سمیت والدین کے ساتھ ایک ہی مکان میں ایک دو مہینے گزارے، مگر بحمد للہ تعالیٰ مردوں اور عورتوں دونوں کی طرف سے احتیاط کی برکت سے کبھی اچانک نظر پڑنے کا بھی کوئی واقعہ پیش نہیں آیا، اور شریعت کے اس حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو بھی کسی قسم کی بھی کوئی تنگی اور تکلیف قطعاً محسوس نہیں ہوئی، رحمت ہی رحمت اور مسرت ہی مسرت سے وقت گذرتا ہے، میں نے اپنا یہ قصہ اس لیے بتایا ہے کہ جو تدبیریں میں نے اکٹھے رہنے کی صورت میں بتائی ہیں وہ صرف خیالی نہیں بلکہ ہم خود ان کی نافعیت کا تجربہ کر چکے ہیں، اپنے اوپر آزمانے کے بعد آپ کو بتا رہا ہوں۔

پردہ عورت پر فرض ہے نہ کہ مرد پر:

(۷) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم رشتہ داروں کے ہاں جاتے ہیں تو ہمارے کہنے کے باوجود غیر محرم رشتہ دار عورتیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں، ہم سے پردہ نہیں کرتیں۔

یہ حضرات پہلے تو یہ سمجھ لیں کہ پردہ عورت پر فرض ہے، مرد پر فرض نہیں، اس لیے اگر عورتیں بے پردہ سامنے آتی ہیں تو وہ عورتیں گناہ گار ہیں مرد پر کوئی گناہ نہیں، ایسی صورت میں ان ہدایات پر عمل کریں:

(۱) اپنی نظر نیچی رکھیں۔

(۲) بلا ضرورت غیر محرم عورت سے بات نہ کریں۔

(۳) ایسے مواقع میں پردہ کی اہمیت بیان کیا کریں، اس میں ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ آپ نے اپنا فرض تبلیغ ادا کر دیا، دوسرا فائدہ یہ کہ شاید ان عورتوں کو آپ کی تبلیغ سے ہدایت ہو جائے تو آئندہ کے لیے ان گھروں میں آپ کی آمد و رفت میں سہولت ہو جائے گی، آپ کے سامنے غیر محرم عورتیں نہیں آئیں گی، خدانخواستہ ان کو ہدایت نہ بھی ہوئی تو

کم از کم اتنا فائدہ تو ہو گا ہی کہ آپ کے سامنے آنے سے شرمائیں گی' انسان کا طبعی خاصہ ہے کہ وہ غیر کے سامنے ایسی حالت میں جانے سے شرماتا ہے جو اس غیر کو ناپسند ہو' بہت سی عورتیں عوام بلکہ فساق و فجار تک سے پردہ نہیں کرتیں مگر علماء و صلحاء سے پردہ کرتی ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء و صلحاء بے پردگی کو برا سمجھتے ہیں' اس لیے یہ عورتیں ان کے سامنے بے پردہ آنے سے شرماتی ہیں' آپ اپنے قول و عمل سے یہ ثابت کر دیں کہ آپ بے پردگی کو برا سمجھتے ہیں تو اس کا اثر یہ ہو گا کہ غیر محرم عورتیں آپ کے سامنے آنا چھوڑ دیں گی' یہ نسخہ بہت' مجرب ہے میں نے کئی لوگوں کو بتایا انہوں نے اس پر عمل کیا تو ان غیر محرم عورتوں سے نجات مل گئی۔

گھر میں شرعی پردہ کروانے کے طریقے:

(۸) بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم گھر میں پردہ کروانا چاہتا ہیں' اس سلسلے میں بہت کوشش اور بہت تبلیغ کرتے ہیں مگر کوئی اثر نہیں ہوتا بیوی پردہ نہیں کرتی' اس حالت میں ہم سخت گناہ گار ہو رہے ہیں کیا کریں؟ ایک مولوی صاحب نے لکھا کہ میں ایک مسجد میں امام ہوں' میری بیوی غیر محرم قریبی رشتہ داروں سے پردہ نہیں کرتی' سمجھانے کے باوجود باز نہیں آتی' بے پردگی کی وجہ سے میں فاسق ہوں اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے' اب میں کیا کروں؟ کیا امامت چھوڑ دوں؟

ایسی حالت میں شرعی احکام یہ ہیں:

(۱) اپنے اعمال درست کرنے کی فکر کریں' اپنا ظاہر و باطن شریعت کے مطابق بنانے کی کوشش کریں' جب انسان خود نیک ہوتا ہے تو دوسروں پر اس کی بات اثر کرتی ہے' بلکہ لوگ اس کے عمل ہی سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

(۲) اپنی خواہشات نفسانیہ اور دنیوی کاموں میں بیوی پر ناراض نہ ہوں اور سختی نہ کریں'

کرتی ہے، بلکہ لوگ اس کے عمل ہی سے ہدایت حاصل کرتے ہیں۔

② اپنی خواہشات نفسانیہ اور دنیوی کاموں میں بیوی پر ناراض نہ ہوں اور سختی نہ کریں، ورنہ وہ سمجھے گی کہ دینی کاموں میں آپ کی ناراضی بھی آپ کی افتادِ طبع ہی ہے، دین کو تو صرف غصہ نکالنے کا بہانہ بنا رکھا ہے۔

③ بیوی کے لئے ہدایت کی دعاء کیا کریں۔

④ نرمی اور محبت سے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھیں۔

⑤ روزانہ بلاناغہ تھوڑی سی دیر کے لئے کوئی ایسی کتاب پڑھ کر سنایا کریں جس سے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور آخرت کی فکر پیدا ہو، جیسے "حکایات صحابہ" وغیرہ، زبانی بتانے کی بجائے کتاب پڑھ کر سنایا کریں، اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے، اس کی کئی وجوہ ہیں:

۱۔ قدرتی طور پر انسان کی طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے کہ اس پر اپنے ساتھیوں کی بات کا اثر بہت کم ہوتا ہے، بالخصوص میاں بیوی کا آپس کا ایسا تعلق ہے کہ یہ ایک دوسرے کی نصیحت کی طرف بہت کم التفات کرتے ہیں، اغیار بالخصوص اکابر اور ان سے بھی بڑھ کر گذشتہ زمانہ کے بزرگوں کی باتوں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

۲۔ کتاب میں اس کے مصنف کی للّٰہیت اور اخلاص کا اثر ہوتا ہے۔

۳۔ کتاب پڑھنے میں کسی بات کی نسبت پڑھنے والے کی طرف نہیں ہوتی بلکہ ہر بات کی نسبت کتاب کے مصنف کی طرف ہوتی ہے، اس لئے اس میں اپنے نفس کی آمیزش سے حفاظت نسبتۃً آسان ہے۔

۴۔ کتاب پڑھ کر سنانے میں وقت کم خرچ ہوتا ہے، زبانی بتانے میں بات لمبی ہوجاتی ہے، جس سے سننے والے کی طبیعت اکتا جاتی ہے۔

⑥ اگر سختی کا تحمل ہو تو بقدر ضرورت سختی سے کام لیں مگر خوب سوچ کر، پہلے خوب سمجھ لیں کہ اگر سختی کرنے سے بیوی روٹھ کر میکے چلی گئی یا گھر ہی میں رہ کر وبال جان بن گئی، تو آپ ان حالات کا تحمل کر سکیں گے؟ اگر خدانخواستہ پریشان ہو کر آپ

نے بیوی کی خوشامد کی تو کیا عزت رہی؟ اپنی عزت برباد کرنے کے علاوہ دوسرا نقصان یہ کہ آیندہ کے لئے بیوی ہر معاملہ میں سر پر چڑھ کر ناچے گی، اس لئے بلاسوچے سمجھے کوئی سخت اقدام ہرگز نہ کریں۔

⑦ اگر نرمی گرمی کسی تدبیر سے بھی بیوی ہدایت پر نہیں آتی تو شوہر پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ جو ہدایات بتا چکا ہوں ان میں سے کسی میں غفلت نہ کرے، اپنا اختیار پورے طور پر استعمال کرے، اس پر صرف یہی فرض ہے، آگے ہدایت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے، شوہر کے اختیار میں نہیں، اس لئے ہر ممکن کوشش کے باوجود بیوی پردہ نہ کرے تو شوہر پر کوئی گناہ نہیں۔

بے پردہ بیوی کو طلاق دینا بھی ضروری نہیں، جب عیسائی اور یہودی جیسی کافر عورت سے نکاح جائز ہے تو بے پردہ مسلمان عورت سے بطریق اولیٰ جائز ہے، البتہ یہ خیال رہے کہ یہودی اور عیسائی عورت سے نکاح ہو تو جاتا ہے مگر اس زمانہ میں ان سے نکاح کرنا جائز نہیں، سخت گناہ ہے، اس لئے کہ اولاً تو ایسی عورتیں شوہر ہی کو مرتد بنادیتی ہیں، اور اگر شوہر بچ بھی جائے تو اولاد کو تو یقیناً اپنے دین پر لے جاتی ہیں، اسی طرح یہ بھی خیال رہے کہ بے پردہ بیوی کو گھر میں رکھنے کی اجازت جو میں نے بتائی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ شادی کے بعد اس کی بے دینی کا علم ہوا، یا علم تو شادی سے پہلے سے تھا مگر اس وقت خود اپنے اندر ہی آخرت کی فکر نہ تھی، بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی تو پردہ کی فکر پیدا ہوئی، مقصد یہ ہے کہ ابتداءً بے پردہ عورت سے شادی کرنا جائز نہیں، البتہ شادی کے بعد ایسا ابتلاء پیش آیا تو بمجبوری اس پر صبر کرنا جائز ہے۔

آخر میں ان رشتہ داروں کی فہرست سن لیجئے جن سے پردہ فرض ہے مگر دینداری کے بلند بانگ دعوے کرنے والے لوگ بھی اس کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس بارہ میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کی علانیہ بغاوت کر رہے ہیں۔ (۱) چچازاد (۲) پھوپھی زاد (۳) ماموں زاد (۴) خالہ زاد

(۵) دیور (۶) جیٹھ (۷) بہنوئی (۸) نندوئی (۹) پھوپھا (۱۰) خالو (۱۱) شوہر کا چچا (۱۲) شوہر کا ماموں (۱۳) شوہر کا پھوپھا (۱۴) شوہر کا خالو (۱۵) شوہر کا بھتیجا (۱۶) شوہر کا بھانجا۔

یا اللہ! تو سب کو صاحب ایمان بنادے، اپنی محبت عطاء فرما، اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطاء فرما، اپنی محبت اپنا تعلق ایسا عطاء فرمادے جو دنیا بھر کے تعلقات پر غالب آجائے، اپنا وہ خوف عطاء فرما جو دنیا بھر کے خوف پر غالب آجائے، یا اللہ! تو صحیح معنوں میں مُسلمان بنادے، ایسے مُسلمان، ایسے مؤمن بنادے جن کے اسلام اور ایمان پر قرآن کریم میں تو نے بار بار شہادت دی ہے، وہ اسلام عطاء فرما وہ ایمان عطاء فرما، جس سے تو اور تیرا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوجائیں۔

وصل اللھم وبارک وسلم علی عبدک ورسولک محمد و
علی الہ وصحبہ اجمعین، والحمدللہ رب العلمین۔

حفاظت زبان
مسلم خواتین
رمضان ماہ محبت

فہرست مواعظ و رسائل

فقیہ العصر مفتی اعظم حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

- خطبات الرشید
- استقامت
- انوار الرشید
- ایمان کی کسوٹی
- مراقبہ موت
- آسیب کا علاج
- باب العبر
- ترک گناہ
- ٹی وی کا زہر
- جامعۃ الرشید
- جشن آزادی
- جواہر الرشید
- حفاظت نظر
- حفاظت زبان
- حقوق القرآن
- درد دل
- زکوۃ کے مسائل
- رمضان ماہ محبت
- زندگی کا گوشوارہ
- سات مسائل
- سیاست اسلامیہ
- شرعی پردہ
- شرعی لباس
- صراط مستقیم
- صفات قرآن
- صحبت کا اثر
- علماء کا مقام
- ملا کا رزق
- علاج یا عذاب
- غیبت پر عذاب
- فتنہ انکار حدیث
- قربانی کی حقیقت
- گلستان دل
- مسجد کی عظمت
- محبت الٰہیہ
- وہم کا علاج
- مرض و موت
- نفس کے بندے
- مالداروں سے محبت
- ہر پریشانی کا علاج
- عید کی سچی خوشی
- انفاق فی سبیل اللہ
- چندہ کی رقوم کے احکام
- اللہ کے باغی مسلمان
- دینداری کے تقاضے
- عیسائیت پسند مسلمان
- گانے بجانے کی حرمت
- میراث کی اہمیت
- بیعت کی حقیقت
- ربیع الاول میں جوش محبت
- تبلیغ کی شرعی حیثیت اور حدود
- سود خور سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا اعلان جنگ
- زحمت کو رحمت سے بدلنے کا نسخہ اکسیر
- علم کے مطابق عمل کیوں نہیں ہوتا؟
- شریعت کے مطابق وراثت کی اہمیت

کتاب گھر کی دیگر مطبوعات

- شرح عقود رسم المفتی
- مسلح پہرہ اور توکل
- مرشدی و مولائی
- مسلم طالبات
- پکار
- تسہیل السراجی
- تحریک کشمیر کی شرعی نوعیت
- حرمین کی پکار
- دریچہ
- روشن ستارے

کتاب گھر، السادات سینٹر بالمقابل دار الافتاء والارشاد، ناظم آباد کراچی
فون: 021-6683301 فیکس: 021-6623814
اکاؤنٹ نمبر: 89-1829، حبیب بینک لمیٹڈ، البدر اسکوائر برانچ کراچی